

ملتان اور نواح کے قریشی خاندان کا ایک علمی تذکرہ

تألیف: شیر محمد بن محمد عابد قریشی باقر پوری / مقدمہ و تدوین: عارف نوشاہی

ہم یہاں عباسی قریشی خاندان کا ایک مختصر تذکرہ پیش کر رہے ہیں جو باعین جد موضح باقر پور سیورائی میں آباد تھا، لیکن اس کے افراد جنوبی پنجاب کے مختلف شہروں اور قریوں ملتان، اوچ، بہاول پور، فاضل پور، حضرت والا اور اللہ آباد میں بھی سکونت پذیر رہے۔ اس خاندان میں صدیوں سے تحصیل و تدریس علم اور تصنیف و تالیف کی روایت چلی آرہی تھی جو بارہویں صدی ہجری/انیسویں صدی عیسوی تک جاری و ساری تھی اور یہ تذکرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یہ تذکرہ، جس کا کوئی مخصوص نام نہیں ہے، مولوی شیر محمد قریشی ہاشمی باقر پوری نے ۱۲۱۸ھ/۴-۱۸۰۳ء میں تصنیف کیا۔ اس کا قلمی مسودہ، اختر اللہ آبادی کا ۱۲۶۶ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو لکھا ہوا، میاں مسعود احمد جھنڈیر صاحب کے کتب خانہ واقع سردار پور جھنڈیر، تحصیل میلی، ضلع وہاڑی میں موجود ہے۔^۱ میاں صاحب موصوف نے، جو خود عباسی قریشی ہیں، اس نسخے کا کس مجھے دیا اور اس پر کام کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس پر تعلیقات لکھنے میں بھی میں نے میاں صاحب کے کتب خانہ سے استفادہ کیا ہے۔ جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

مؤلف اور اس کے خاندان کے بارے میں تذکرے سے مأخوذ معلومات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مؤلف اور اس کا خاندان

تذکرہ کے مؤلف کے والد مولوی محمد عابد (م: ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء) چھوٹی عمر میں ہی باقر پور سے ملتان آگئے تھے اور یہاں مولوی حاجی یار محمد مدرس ملتان کے شاگرد ہوئے۔ کسب علم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اپنے خسر شیخ اسد اللہ شہید کی متروکہ جائیداد اور مکانوں کو اپنے تصرف میں لا کر ملتان میں سکونت اختیار کر لی۔ اپنے حقیقی بھائیوں کی وفات اور ملتان پر افغان حکام کے قبضے کے بعد، افسردہ ہو کر اوچ قادر یہ چلے گئے۔ وہاں اپنے بہن بھائیوں اور دیگر خاندان والوں کی تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ اوچ کے سجادہ نشین مخدوم گنج بخش صاحب حسنی حسینی جیلانی بن مخدوم عبدالقادر نے ان سے مہکلوۃ شریف کا درس لیا تھا۔ چندے بہاول پور میں بھی رہے۔ آخر اپنے آبائی وطن باقر پور مراجعت کی اور یہاں بھی اپنے بیٹوں اور خاندان کے دیگر بچے اور بچوں کی تعلیم میں مصروف رہے۔ وہیں شعبان ۱۱۸۲ھ/دسمبر ۱۷۶۸ء میں وفات پائی اور موضع آستانہ (مضاف باقر پور) میں مولوی شاہ محمد کی قبر کے سر ہانے دفن ہوئے۔

مولوی محمد عابد کے تین بیٹے تھے جو تینوں اس زمانے میں ملتان میں پیدا ہوئے جب مولوی صاحب وہاں متوطن تھے۔

بڑے بیٹے کا نام ابوالحسن (وفات: ۱۹ رمضان ۱۲۱۳ھ/۲۳ فروری ۱۷۹۹ء، مدفون اللہ آباد)، تھا جو والد کی وفات کے وقت ۱۵ سال

کے تھے، گویا ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے تھے۔ طبع عالی تھی اور جرأت موروثی۔ علمی محفلوں اور مناظروں میں مشکل عبارتوں کا مفہوم خوب کھولتے۔ ان کے دو بیٹے محمد عابد اور مومن علی تھے۔

ان سے چھوٹے خود مؤلف۔ شیر محمد۔ ہیں جنہوں نے والد کی وفات کے وقت اپنی عمر ۱۳ سال بتائی ہے، اس حساب سے تقریباً ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ مؤلف نے حافظ محمد اسماعیل ساکن ڈیرہ غازی خان سے تلوخ اور شرح مواقف پڑھی تھی۔ مؤلف تدریس پیشہ تھے۔ انہیں مشکل مسائل اور متداول کتب پر حواشی لکھنے کا بہت شوق تھا اور طبیعت اس طرف خوب راغب تھی۔ حواشی قال اقوال، حاشیہ بر شیخ الاسلام تلوخ، لباب شرح خلاصۃ الحساب، شرح محمد معین، تجزیۃ الرسول فی شمائل وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ ان میں سے بعض تصانیف علمائے عصر دیکھ چکے تھے۔ ان کی ایک اور فارسی تحریر نسب نامہ شیر محمد کی دو قلمی نقلیں بھی موجود ہیں، جس کی افتتاحی عبارت یہ ہے: الحمد للہ وکلی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یہ ان کا نسب نامہ ہے اور ایک طرح سے ہمارے پیش نظر تذکرہ کے موضوع سے راست متعلق ہے۔ نسب نامہ کی یہ دونوں نقلیں میرزا بد حسین، صادق آباد، رحیم یار خان کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ ایک نقل بقلم نور محمد بن مولوی عزیز اللہ ساکن دعو والا، مکتوبہ ۹ محرم ۱۳۵۸ھ، ۱۸ صفحات ہے۔ دوسری نقل اسی نسخہ سے حکیم محمد نظام الدین متخلص نظامی نے ۱۳۹۴ھ میں تیار کی، ۳۲ صفحات۔^۲

مولوی محمد عابد کے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام مولوی فرید تھا، جن کا ایک بیٹا محمد علی تھا۔

تینوں بھائی اکتساب علم کے لیے بہاول پور چلے گئے کیوں کہ اس وقت ملتان سکھوں کے قبضہ میں تھا۔ تینوں نے شرح مواقف تک تعلیم حاصل کی تھی جو اس زمانے میں تعلیم کی آخری کتاب سمجھی جاتی تھی۔ ہنیت، حساب، اصطرلاب اور جفر جیسے علوم غریبہ سے بھی تینوں بہرہ ور تھے۔ تینوں نے تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ اپنے خاندان کے بچوں کو پڑھانے کی طرف خاص توجہ دی۔ بہاول پور کے اعیان نے متداول کتابیں انھی سے پڑھی تھیں۔ ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء میں یہ تینوں بھائی بہاول پور سے باقر پور کے مضافات میں واقع فاضل پور نفل مکان کر گئے۔ یہ گاؤں علی مراد خان داود پوترہ کا آباد کردہ تھا۔ اس وقت علی مراد کے بیٹے سکندر خان اور میر محمد خان اس علاقے کے حاکم تھے، انہوں نے ان بھائیوں کی خدمت کی اور ان سے کچھ علم بھی سیکھا۔

۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں مؤلف اپنے بھائی مولوی فرید کے ساتھ تیمور شاہ درانی کے اس لشکر میں شامل تھے جو ملتان فتح کرنے آیا تھا۔ اس لشکر کے ہاتھوں سکھوں کو شکست ہوئی اور ملتان ایک بار پھر اسلام کے تصرف میں آ گیا۔^۳

فتح ملتان کے بعد مؤلف نے ملتان جا کر اپنی موروثی جاہد کے کاغذوں کی ملکیت کی تجدید کروائی۔

چند سال بعد جب افغان لشکروں کی سندھ آمد و رفت سے فاضل پور غیر آباد ہو گیا تو ان بھائیوں نے سیورائی کے نزدیک موضع بورک کے کنوؤں پر مکانات تعمیر کیے، مسجد بنائی اور اس کا نام ”قریہ حضرت والا“ رکھا۔ وہاں بھی بہت سے لوگوں نے ان سے کسب علم کیا۔

داود پوتروں کی مسلسل لڑائیوں سے تنگ آ کر، سب بھائی اہل و عیال سمیت ۱۲۱۲ھ/۹۸-۱۷۹۷ء میں قریہ حضرت والا سے اللہ

آباد چلے گئے۔

مؤلف نے اپنی اور اپنے بھائیوں کے درمیان اتحاد اور الفت کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے۔ تینوں بھائی اپنے اہل و عیال سمیت ہر جگہ اکٹھے نفل مکان کرتے، اکٹھے رہتے۔ خود مؤلف کے بیان کے مطابق: ”الحمد للہ، خدا تعالیٰ نے والد صاحب کی وفات کے بعد اب تک تینوں بھائیوں میں سکونت، معاش، مجاورت مسجد اور اکتساب علم کے معاملے میں اتحاد اور محبت یکساں رکھی ہے۔ ایسا اتفاق زمانے میں نادر ہی ہوگا۔“

مؤلف کے تین بیٹے تھے:

بڑے بیٹے خیر محمد ۱۲۰۳ھ/ ۸۹-۸۸ء میں اوج بخاریہ میں پیدا ہوئے۔ اکثر کتب اپنے والد اور پچاسے پڑھیں۔ اس تذکرہ کی تصنیف کے وقت ملوک پڑھ رہے تھے اور تقریر و تحریر خوب تھی۔

دوسرے بیٹے ابوالفتح ۱۲۰۶ھ/ ۹۲-۹۱ء میں قریہ حضرت والا میں پیدا ہوئے۔ اس تذکرہ کی تصنیف کے وقت ایسا غوجی اور متوسط کتب درس پڑھ رہے تھے۔

تیسرے بیٹے محمد طاہر ۱۲۱۳ھ/ ۹۹-۹۸ء میں پیدا ہوئے اور اللہ آباد میں سکونت پذیر تھے اور تذکرہ کی تصنیف (۱۲۱۸ھ) کے وقت ناظرہ قرآن پڑھتے تھے۔

مؤلف کے حقیقی جد قاضی محمد عادل (مدفون سیت پور) فقیہ تھے۔ ان کے بھائی قاضی امام الدین (مدفون باقر پور) محمد شاہ بادشاہ (۱۷۱۹-۱۷۲۸ء) کی طرف سے پرگنہ اوج کے قاضی مقرر ہوئے تھے اور اوج مغلیہ میں رہتے تھے۔ اس وقت اوج بخاریہ اور اوج قادریہ کی اپنی عملداری نہ تھی، ان کے ایک بیٹے قاضی کریم داد (مدفون اوج قادریہ) بھی اوج کے قاضی رہے۔ مؤلف کے چچا مولوی غلام مصطفیٰ نے انہیں معزول کروا کر قضا اپنے نام کھوائی تھی، لیکن بعد میں پھر انہی کے حوالے کر دی۔

مؤلف کے نانا کا نام شیخ اسد علی شہید تھا۔ یہ شیخ مؤمن علی بن مولانا ابوالخیر کے بیٹے اور مولانا ابوالفتح ملتانی کے پڑپوتے تھے۔ صاحب علم تھے۔ شیخ اسد علی کی شادی شیخ عمر قریشی فاروقی مفتی ملتان کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اسد علی ملتان میں رہتے تھے۔ مؤلف کے والد مولوی محمد عابد نے ان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد ملتان میں سکونت اختیار کی تھی جس کی ایک وجہ مادری جائیداد پر اپنا قبضہ بحال رکھنا بھی تھا۔ شیخ اسد علی کی قبر اسی کنویں پر ہے جہاں مولانا ابوالفتح دفن ہوئے۔

شیخ اسد علی کے خسر، شیخ عمر ملتانی، فقیہ تھے۔ ان کے لطائف و ظرائف ملتان اور نواح میں مشہور تھے۔ پتا نہیں کیا ہوا کہ بدعات اور مسکرات میں پڑ گئے اور اسی میں ساری عمر گزار دی۔ اپنی وفات سے چالیس روز قبل تائب ہوئے۔

قاضی محمد عادل کے بیٹے اور مؤلف کے چچا، مولوی غلام مصطفیٰ (وفات: ۱۷۷۱ھ/ ۶۳-۶۲ء، مدفون اوج قادریہ)، بچپن ہی میں اپنے چچا زاد مولانا شاہ محمد کے علمی مرتبہ پر رشک کرتے ہوئے ملتان آ گئے تھے۔ یہاں مولانا استاذ الکلن حاجی یار محمد عرف گاڈ ملتانی^۴ کے

شاگرد ہوئے۔ حافظ ایسا تھا کہ صرف بہابی سے لے کر عسکری تک ہر سبق اول تا آخر حافظے میں تھا۔ علوم منقول و معقول میں مہارت رکھتے تھے۔ فن تقریر و تحریر میں اپنے معاصر علما سے فائق تھے۔ علم تواریخ و سیر میں تبحر حاصل تھا۔ نواب عبدالصمد خان (نظامت: ۱۷۱۳-۱۷۳۷ء) کی مجلس میں علما سے مباحثہ کرتے تھے۔ فارسی اس خوبی سے بولتے کہ سننے والے انہیں اہل فارس تصور کرتے اور جب عربی بولتے تو لوگ انہیں خالص عرب سمجھتے تھے۔ اوج اور ملتان کے نواح میں ان کی علمی خوبیوں کا چرچا تھا۔ سچ بولنا اور کلمہ حق کہنا ان کا شیوہ تھا۔ ایک دن احمد شاہ درانی کے سردار جہان خان کی مجلس میں مخدوم شیخ را جو سید بخاری حاکم سیت پور کے ساتھ حاضر تھے۔ جہان خان بہت جاہل تھا اور ہندوستان میں تاخت و تاراج کرتا اور لوگوں کو قیدی بنا لیتا تھا۔ علی مراد داد پوترہ کو اس کے رو برو پیش کیا گیا۔ جہان خان نے علی مراد سے غضب ناک ہو کر پوچھا: ”یہ تمہارے ہاں کیا بُری رسم ہے کہ جب ہم بلغار کرتے ہوئے آتے ہیں تو تم لوگ ڈر کے مارے اپنے بیوی بچوں کو قتل کر کے خود بھاگ جاتے ہو، آخر ہم بھی مسلمان ہیں، اگر تمہاری عورتیں ہمارے ہاتھ لگ جائیں تو کیا مضائقہ ہے، کس مذہب میں

انہیں مارڈالنا جائز ہے؟“ کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ سب اکابر حاضرین چپ سادھے بیٹھے رہے۔ آخر مولوی غلام مصطفیٰ نے شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے جواب دیا: ”اے سردار، انہیں مارڈالنا شرع میں جائز ہے، فتاویٰ تاتار خانہ میں آیا ہے جو کوئی ظالموں اور کافروں کے خوف سے اپنی عورتوں کو مارڈالے یا جلا ڈالے، جائز ہے۔“ سردار نے پوچھا: کیا ہم ظالم اور کافر ہیں؟ مولوی صاحب نے جواب دیا: ”ہاں“۔ سردار نے کہا کہ ہم بادشاہ کے بندے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا: شاہ ظالم اور کافر ہے۔

مولوی صاحب کے شاگردوں میں اوج شریف کے سجادہ نشین صاحب مخدوم گنج بخش اور ان کے والد مخدوم عبدالقادر بھی شامل تھے۔

سلوک کی منازل حضرت سید موسیٰ جیلانی کی راہ نمائی میں طے کی تھیں۔

مولوی غلام مصطفیٰ نے اپنے خاندان کا ایک تذکرہ لکھا تھا جو بکھر کر سے ملتان تک بکھرے ہوئے قریبیوں۔ عباسیوں کے حالات اور ان کے انساب کی صحت و سقم پر تھا۔ ہمارے مؤلف۔ شیر محمد۔ کو اس تذکرے کے محض چند ورق ہی دست یاب ہوئے جو انہوں نے بلفظ ہی اپنے تذکرے میں نقل کر دیے ہیں۔ مولوی غلام مصطفیٰ کے مصنفہ تذکرے کے دستیاب اور اس سے یہ اطلاع بھی ملتی ہے کہ ان کے وہ عباسی اسلاف جو قصبہ ماتھیلہ میں سکونت پذیر تھے، ان کی توارنخ و ولادت و وفات بھی لکھی گئی تھیں، لیکن ضائع ہو گئیں۔

مولوی غلام مصطفیٰ نے بہت عمدہ کتب جمع کر رکھی تھیں جو ان کے بیٹے نے ضائع کر دیں۔

قاضی محمد عادل کے دوسرے بیٹے اور مؤلف کے چچا مولوی عبداللہ (مدون باقر پور) تھے۔ انہوں نے مطول تک درس پڑھا تھا، پھر سلسلہ قادریہ میں شیخ کلیم اللہ حسنی جیلانی کی تلقینات سے ساری توجہ ذکر کی طرف ہو گئی۔

قاضی محمد عادل کے تیسرے بیٹے اور مؤلف کے چچا مولوی عبدالرحیم (وفات: ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۸ء) جو شیخ عمر مفتی اور مولانا حاجی یار محمد مدرس ملتان کے شاگرد تھے۔ اپنے بڑے بھائی مولوی غلام مصطفیٰ سے بھی بہت استفادہ کیا۔ تفسیر بیضاوی انہیں زبانی یاد تھی۔ جرأت مند ایسے تھے کہ شکار پور میں نادر شاہ کے نائب طہماس خان کی مجلس میں شیعہ علماء سے بے خوف ہو کر مباحثے کیے اور انہیں ملزم ٹھہرایا۔ اپنی اسی علو بہمتی کے باعث لوگوں کو ساتھ لے کر بھٹہ واہن میں واقع ایک بہت بڑے مندر کو منہدم کیا۔ آخری عمر میں باقر پور چلے گئے اور وہاں مسجد تعمیر کروائی اور اپنے اجداد مخدوم تاج الدین شہید اور مخدوم عزیز خطیب قطب کی شکستہ قبروں کی مرمت کروائی۔ وہاں قلعہ سیورائی کے نیچے شیخ موسیٰ کے مقبرہ تلے بھنگ نوشی، ڈھول پٹینے اور عورتوں مردوں کے اختلاط جیسی بدعتیں شروع ہو گئی تھیں، آپ نے انہیں بھی ختم کروایا۔ اس سے وہاں ان کی مخالفت شروع ہو گئی تو اپنے خاندان کو لے کر ملتان آ گئے اور یہیں وفات پائی۔ بعد میں ان کا جسد خاکی سیورائی لایا گیا اور مخدوم تاج الدین شہید کے غریب جانب دفن کیا گیا۔

مولوی غلام مصطفیٰ کے ایک چچا زاد مولوی شاہ محمد اپنے ہم عصر علماء پر ایسی سبقت رکھتے تھے کہ کسی کو ان کے سوال کے جواب کی طاقت نہ ہوتی۔ دوسرے علماء جن کنتوں کو اپنے ذہنوں میں بہت دقیق اور گہرا سمجھتے، وہ ان کے لیے سامنے کی بات ہوتی۔ حافظ محمد اسمعیل انہیں ”بحر مواج“ کہا کرتے تھے۔ لوہری کے مخدوم روح اللہ سے ان کا مناظرہ ہوا تھا۔ ان کی تصانیف رسالہ قدر و جبر، رسالہ در تعریف رجب، رسالہ در تفسیر ”انا عرضنا الامانة“ اور شرح میر ہیں۔ ان پر کچھ عرصہ حالت جذب طاری رہی۔ اس حالت میں بھی تدریس کرتے رہے چنانچہ مولوی عبدالحمید نے اسی عرصے میں ان سے شرح ہدایہ حکمت وغیرہ سبقا سبقا پڑھی تھی۔ مولوی شاکر محمد چچن اور مولوی محمد اکرم راجن پوری بھی ان کے شاگرد تھے۔ مولانا شاہ محمد کی وفات لوہری میں ہوئی، بعد میں ان کے بھائی شیخ محمد مقیم ان کا جسد خاکی وہاں سے لائے اور موضع آستانہ

(مضاف باقر پور) میں دفن کیا۔

مولوی محمد اکرم راجن پوری، جن کا اوپر نام آیا ہے، وہ خود فاضل تھے۔ ان کے بیٹے مولوی گل محمد نے ملتان میں درس پڑھا اور بہادر پور نزد بھٹہ واہن میں تدریس کرتے رہے۔ پھر سیورائی کی شمالی سرحد پر واقع احمد پور چلے گئے وہاں مدرسہ اور مسجد بنوائی اور اپنی قریش برادری کو تعلیم دیتے رہے۔ ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں وہیں وفات پائی۔ وفات کے وقت تذکرے کے مؤلف۔ مولوی شیر محمد۔ ان کے پاس موجود تھے۔

مولوی گل محمد کے چار بیٹے محمد احسن، دوست محمد، عبدالرشید اور شیخ محمد ہاشم بھی مدرسہ کے پڑھے ہوئے تھے۔ مولوی غلام مصطفیٰ کے نانا مولوی عبداللہ کنی (منسوب بہ قصبہ کن قریش) ایسے حافظ اور عالم تھے کہ درس دیتے وقت سوائے تفسیر کشاف، شرح مواقف اور عضدی کے کوئی کتاب ہاتھ میں نہ رکھتے اور فرماتے ”علم سینے میں ہونا چاہیے نہ کہ کتاب میں“۔ مولانا ابوالفتح ملتانی کے شاگرد تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد دہلی چلے گئے اور وہاں ہم عصر علماء سے بہت مناظرے کیے اور اورنگ زیب بہت اکرام و احترام پایا۔ بادشاہ نے ہفت ہزاری منصب اور سواری کے لیے ایک ہاتھی پیش کیا۔ ان کی کئی تصانیف میں سے ایک منار اصول^۵ ہے۔ مولانا سی دیار میں سکونت پذیر ہو گئے اور برہان پور میں بابا فتح محمد برہان پوری مؤلف مفتاح الصلوٰۃ کے جوار میں دفن ہوئے۔

مولوی عبداللہ کنی کے ایک بیٹے مولوی شیر محمد سمائی مدرس تھے اور مولوی یار محمد مدرس ملتان کے استاد تھے۔ مولوی شیر محمد سمائی کے بیٹے مولوی محمد طاہر بھی علوم نقلی و عقلی سے بہرہ ور تھے۔ جاہلیہ قدیم وجدید اور زوال الملیب^۶ ان کی تصانیف ہیں۔

مولوی عبداللہ کنی کے دوسرے بیٹے شیخ ابوالخیر کارجان کتب تصوف و اخلاق کی طرف تھا، چنانچہ انھوں نے شرح مشنوی مولوی اور شرح حدیثہ الحقیقہ لکھیں۔

مؤلف کے اجداد اور اسلاف میں سے:

شیخ تاج الدین شہید، ولی کامل اور فنون شرعیہ و علوم عقلیہ و نقلیہ صاحب کمال تھے۔ قلعہ سیورائی کے اوپر درس دیتے تھے۔ مولانا شیخ صدر الدین صدر جہان اور مولانا شاہ رکن عالم کے ساتھ ان کے مباحثے منقول ہیں۔ مخدوم جہانیاں جہانگشت (۷۷-۸۵ھ) نے خزانہ جلالی میں ان کا نام لیا ہے۔ شیخ تاج الدین نے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے درجہ شہادت پایا۔

قاضی محمد مراد، صاحب الکرامت بزرگ تھے اور انھوں نے پیش گوئی کی تھی کہ تاقیامت ان کی اولاد میں علم باقی رہے گا، چنانچہ ایسا ہی

ہوا۔

مؤلف کا شجرہ نسب:

ابوالحسن و شیر محمد و شیخ فرید

پسران مولوی محمد عابد

بن قاضی محمد عادل

بن شیخ کریم داد

بن شیخ حسام الدین

بن شیخ محمد الشہیر شیخ شیخ

بن شیخ محمود
 بن شیخ بہدہ
 بن شیخ حسام الدین
 بن شیخ احمد
 بن شیخ محمد مراد
 بن شیخ بہاء الدین
 بن شیخ فخر الدین
 بن شیخ محمد شریف
 بن شیخ محمد تاج الدین شہید
 بن شیخ محمد
 بن شیخ ابراہیم
 بن شیخ ضیاء الدین
 بن شیخ ہمام
 بن شیخ رضی الدین حارث
 بن شیخ علی
 بن شیخ ابواسحاق
 بن امیر المؤمنین محمد مہدی
 بن امیر المؤمنین ابو جعفر منصور
 بن محمد
 بن العارف اکمل زین الزہاد الملقب بسجاد علی
 بن ابوالعباس عبداللہ
 بن ابوالفضل عباس
 بن عبدالمطلب
 بن ہاشم - جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

اس خانوادے کے گل سرسبد مولانا ابوالفتح ہاشمی مدرس ملتان ہیں۔ اگرچہ مؤلف کے شجرے میں ان کا نام نہیں ہے، لیکن وہ اسی خاندان سے تھے۔ زیر نظر تذکرہ میں ان کا ذکر کئی مناسبتوں سے آیا ہے۔ پہلی دفعہ مولوی عبداللہ کنی کے ذکر میں، مولوی غلام مصطفیٰ سے منقول ہوا ہے کہ مولوی عبداللہ کے تلمذ کے وقت مولوی ابوالفتح موجود تھے۔ مولانا ابوالفتح، اورنگ زیب عالم گیر کی بیٹی زیب النساء بیگم (۱۰۴۸-۱۱۱۳ھ

۱۶۳۹-۱۷۰۲ء) کے استاد تھے۔ انھوں نے نختصیل علم کے بعد ملتان کو اپنا وطن بنایا اور متعدد مقامات پر مدد معاش کی زمینیں حاصل کیں۔ موضع خیر پور میں اٹھارہ کنویں اور شجاع آباد کے قریب دریا کے کنارے دو ہزار جریب زمین ان کی ملکیت تھی۔ بہت سے مکانات تعمیر کیے اور آسائش ورفاہ کا خوب سامان فراہم رکھا۔ ان کی بنائے ہوئے بعض رہائشی مکانات ملتان کی تفصیل سے باہر، غربی جانب، حرم دروازہ کے محلہ مفتی محمد بقا میں مولوی شیر محمد مؤلف تذکرہ کے زمانہ تک موجود اور مؤلف کے قبضے میں تھے۔ تذکرہ کے مؤلف نے بطور خاص اس بات کا ذکر کیا ہے کہ مولانا ابوالفتح نے ملتان کے اعیان و اقران میں ممتاز ہونے اور صوبہ داروں کی ان کے دروازے پر حاضری کے باوجود، سیورائی کے اپنے بھائیوں سے قرابت داری بحال رکھی۔ تذکرے میں مولانا ابوالفتح کی حسب ذیل تصانیف کا ذکر ہوا ہے:

شرح حصن حصین، ۷

حاشیہ بیضاوی (جس میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی پر اعتراض کیا ہے)،
شرح ہمسیمہ منظومہ در منطق،

شرح شافیہ منظومہ از ابن مالک طایبی در نحو،^۸

ہدایۃ الصرف،

متن و شرح درود مائتہ،

رسالہ درزکوٰۃ،

تفسیر سورۃ فاتحہ،

تحقیق مشکلات ہدایہ،

تحقیق مشکلات مطول،

تحقیق حاشیہ مولانا عبد الغفور بر فوائد ضیائیہ،

رسالہ یومیہ در بیان ابوہدوسولہ فاضل مازندرانی

مولانا ابوالفتح کی تیسری پشت، ہمارے مؤلف۔ مولوی شیر محمد۔ کی معاصر تھی اور بقول مولوی شیر محمد ان کی اولاد بھی صاحب مناقب تھی اور بارہویں صدی میں ہنوز مولانا ابوالفتح کے علم و فضل کا چرچا تھا۔ مولانا کا مدفن مضافات ملتان میں دائرہ شیخ جلال الدین اویسی کے قریب وہ زمین بتائی گئی ہے جس میں مولانا کی ملکیت سے کنواں اور نخلستان تھا اور بعد میں اس جگہ کا نام بیرونی شیخ مؤمن علی مشہور ہوا۔ شیخ مؤمن علی، مولانا کے نبیرہ تھے۔ یہ نخلستان اور کنواں وغیرہ بھی موروثی جائداد کے طور پر تذکرہ کے مؤلف کے تصرف میں تھا۔

زیر نظر تذکرہ

مؤلف نے یہ تذکرہ ۱۲۱۸ھ/۳-۱۸۰۳ء میں لکھا۔ وہ چاہتے تھے کہ فارسی میں ایک مختصر تذکرہ اپنے اسلاف کے بزرگوں اور معاصر اعزہ و اقارب کے اظہار علم و فضل اور اس علاقے کے سادات و قریش کے انساب پر لکھیں۔ ان کے چچا مولوی غلام مصطفیٰ اس سے پہلے خاندان کا تذکرہ لکھ چکے تھے، لیکن ہمارے مؤلف کو وہ دست یاب نہیں تھا، محض ایک دو ورق دستیاہ ہوئے جو انھوں نے اپنے تذکرے میں بلنظ شامل کر لیے ہیں۔ اس کے علاوہ مؤلف نے اپنے اسلاف میں سے ایک بزرگ کی لکھی ہوئی دوسری تحریر کو بھی اپنے تذکرے میں سمودیا

ہے، چونکہ یہ دونوں تحریریں اب اصل حالت میں دستیاب نہیں ہیں، ان کی شمولیت سے اس سے تذکرے کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ مؤلف نے اس مختصر تذکرہ میں اپنے قریبی اعزہ کے حالات لکھے ہیں۔ ان کی باہمی رشتہ داریوں کا حوالہ دیا ہے۔ آخر میں مؤلف نے اپنا شجرہ نسب تا ہاشم - جد رسول اللہ - لکھا ہے اور اپنے بعض اجداد کی مادری نسبتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

تذکرہ لکھنے کا بنیادی مقصد مؤلف کا اپنے اخلاف کو یہ باور کرانا تھا کہ ان کے اسلاف صاحب علم تھے اور کسب علم ان کی وراثت ہے لہذا وہ بھی علم حاصل کرنے میں جد و جہد کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس میں کوتاہی نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ رجال کے حالات میں مؤلف کی زیادہ توجہ ان کے علمی اور تدریسی مشاغل کے بیان کی طرف رہی اور یہی بات اس مختصر تذکرے کو اہم بنا دیتی ہے۔ اس تذکرے کو ہم جنوبی پنجاب میں فارسی نثر کا ایک عمدہ نمونہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مصنف اگرچہ باقاعدہ انشا پرداز یا ادیب نہیں تھے لیکن اپنا مافی الضمیر احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ زبان و بیان پر مقامی رنگ غالب ہے۔ عالمانہ اور مدّرتسا نہ اصطلاحات کے استعمال سے نثر کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔

تہذیبی معلومات

اس تذکرہ سے دستیاب ہونے والی کچھ تہذیبی معلومات بھی اہم ہیں، مثلاً:

اللہ آباد میں دوسری جگہوں کی نسبت فسق و فجور زیادہ تھا۔ بھنگ کاشت ہوتی اور پی جاتی تھی۔ جو خانہ، شراب خانہ اور قحبہ خانہ بھی وہاں تھا اور ہندو نہ رسمیں ہولی اور کیرتن موتی [مورتی؟] بھی ہوتی تھیں۔ محمد بہاول خان نواب بہاول پور نے یہ سب رسمیں وہاں سے مٹائیں اور وہاں عالی شان مسجد بنوائی۔

قلعہ سیورائی کے نیچے شیخ موسیٰ کے مقبرے پر بھنگ نوشی، ڈھول بجانا اور عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہوتا تھا۔ یہ بری رسمیں مولوی عبدالرحیم نے وہاں سے ختم کروائیں۔

مؤلف نے مشرقی علوم کی چند کتابوں کا ضمیمہ نام لیا ہے جو ہمارے ہاں نصاب کا حصہ رہی ہیں اور ان کے بارے میں اس طرح دل چسپ تبصرہ کیا ہے کہ محض کتاب کے نام سے معلوم ہو جائے کہ اگر کسی نے وہ کتاب پڑھ رکھی ہے تو اس کا درجہ علم کیا ہے۔ جیسے شرح موافق کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ مؤلف کے زمانے میں تعلیم کی آخری کتاب تصور کی جاتی تھی۔

تذکرے میں مذکور تمام درسی کتب معروف ہیں جو صدیوں سے ہمارے دینی مدارس کے تعلیمی نظام کا حصہ رہی ہیں۔ یہاں ان کے بارے میں توضیحی حواشی دینا تحصیل حاصل ہے۔

تذکرے میں متعدد مقامات کا ذکر آیا ہے جو مؤلف کے خاندان سے متعلق رہے ہیں۔ کچھ معروف شہر ہیں، کچھ چھوٹے گاؤں ہیں جن میں سے بعض مٹ چکے ہیں اور بعض اب بھی موجود ہیں۔ بعض نام تو میرے لیے بالکل غیر مانوس تھے اور کچھ بعید نہیں کہ میں نے ان کو صحیح طور پر نہ پڑھا ہو۔ یہاں چند نسبتاً کم معروف مقامات کے بارے میں وضاحت ضروری سمجھی گئی ہے:

الہ آباد اللہ آباد: ضلع رحیم یار خان میں پشاور۔ کراچی مین ریلوے لائن پر لیاقت پور ریلوے اسٹیشن سے (قدیم نام: چوہدری ریلوے اسٹیشن) چار میل بطرف مغرب واقع ہے۔ اس کی بنیاد نواب صادق محمد خان اول نے ۱۱۴۲ھ/۳۰-۲۹ء میں رکھی۔ یہ نظامت بہاول پور کا پہلا شہر تھا جو آباد ہوا اور اسے ’اللہ‘ سے منسوب کیا گیا۔ یہ جگہ بطور جاگیر نواب حیات اللہ خان گورنر ملتان نے صادق محمد خان اول کو عطا کی تھی۔ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی آبادی ۲۸۶۸ نفوس تھی۔ انگریزی دور میں یہ اللہ آباد تحصیل کا مرکز بھی تھا۔

باقرپور: باقرپور ضلع رحیم یارخان میں بھونگ کے قریب ایک چھوٹی سی بستی ہے۔

بھٹہ واہن: ضلع رحیم یارخان میں، صادق آباد سے ۲۳ کلومیٹر شمال میں ایک ٹیلہ واقع ہے۔ جنوبی پنجاب میں ”واہن“ کا لاقحہ ایسی بستیوں کے ساتھ آتا ہے جو دریا کے کنارے آباد ہیں۔ چنانچہ بھٹہ واہن بھی کسی زمانے میں دریائے سندھ سے صرف ایک میل کی مسافت پر واقع تھا۔ کچھ زبانی روایتوں میں، جو محتاج تحقیق ہیں، آیا ہے کہ مشہور عشقیہ داستان سسی و پنوں کی سسی اور اکبر کے دربار سے وابستہ دو عالم بھائی ابوالفضل اور فیضی یہاں پیدا ہوئے تھے۔ آئین اکبری میں اسے ”بھوتی واہن“ لکھا گیا ہے۔

فاضل پور: سبخر پور، ضلع رحیم یارخان سے ایک میل دور قلعہ فاضل پور کے کھنڈرات موجود ہیں جس کے بانی فاضل خان عباسی ہیں جو اللہ آباد سے خاندانی جھگڑے کے باعث یہاں اٹھ آئے تھے۔

قلعہ ڈیر اور: بہاول پور اور احمد پور شرقیہ سے مساوی طور پر تقریباً ۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے ہاکڑا کے کنارے اب بھی موجود ہے۔ اسے راجہ بکے راؤ کے ولی عہد دیوراج نے ۹۰۹ سمت بکری میں تعمیر کروایا۔ آخری دور میں یہ مبارک خان نواب بہاول پور کے تصرف میں آ گیا۔ جب تک نوابان عباسی نے بہاول پور اور ڈیرہ نواب (احمد پور شرقیہ) نہیں بسائے تھے، یہ قلعہ ریاست کے نوابوں کے لیے محل کا کام دیتا رہا۔ یہاں نوابان بہاول پور کی بنوائی ہوئی ایک تاریخی مسجد کے علاوہ نوابان بہاول پور کے مقابر بھی ہیں۔ نوابان بہاول پور کی مستورات بھی یہاں دفن ہیں۔ ایک طویل دالان میں نوابان بہاول پور دفن ہیں۔ باہر کچھ الگ الگ مقبرے بھی ہیں۔ مجھے ۲۳ دسمبر ۲۰۰۸ء کو قلعہ ڈیر اور، مسجد اور یہ مقابر دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ قلعہ اور قبرستان اب بھی سابق نوابان ریاست بہاول پور کے خلاف کے قبضے میں ہے اور مقفل رہتا ہے۔ نواب صاحب کا کارندہ صادق گڑھ محل سے چابی لے کر جاتا اور قلعے کا بڑا دروازہ کھولتا ہے۔ چونکہ سیاح روزانہ آتے ہیں اور دروازہ بند دیکھ کر مایوس ہوتے ہیں، لہذا انھوں نے ایک ٹوٹی دیوار اور ٹوٹے دروازے سے اوپر جانے کا راستہ بنا لیا ہے اور کلید بردار کی ضرورت نہیں رہتی۔ قلعہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور حیرت ہے کہ اب تک حکومت پاکستان یا محکمہ آثار قدیمہ نے اسے نوابان بہاول پور سے اپنی تحویل میں کیوں نہیں لیا؟

قلعہ سیورائی: سبخر پور، ضلع رحیم یارخان کے قریب ایک ٹیلہ جو اب سردا ہی یا سیورائی سے موسوم ہے۔ یہ ٹیلہ جو پہلے قلعہ ہوتا تھا، چھٹی صدی عیسوی میں ایک ہندو حکمران رائے ساہسی دوم نے تعمیر کروایا تھا۔ ۱۵۲۵ء میں سندھ کے حکمران شاہ بیگ ارغوان نے یہ قلعہ مسما کر دیا۔ تب سے ایک ٹیلے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

مذکورہ مقامات کے لیے مزید مآخذ:

Punjab States Gazetteers: Vol. XXXVIA: Bahawalpur State with

Maps, 1904, Lahore, 1908, pp. 354-55.

اولیائے بہاول پور، مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاول پور
 بانگ سحر (رسالہ) ضلع رحیم یارخان نمبر، گورنمنٹ ترقی تعلیم کالج، خان پور
 تاریخ خاندان داود پوترہ، سردار خان محمد خان داود پوترہ پر جانی، قلمی، مسعود جھنڈیر لاہور، سردار پور جھنڈیر، میلسی، ص ۳۰۸
 تاریخ ڈیر اور، دبیر الملک الحاج محمد عزیز الرحمان عزیز، عزیز المطالع برقی پریس، مکتبہ عزیز، بہاول پور، طبع ثانی
 تاریخ و تعارف ضلع رحیم یارخان، سعید احمد سعید، رحیم یارخان، ۱۹۸۱ء

خطہ پاک اوچ، مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاول پور، ۱۹۸۲ء، طبع دوم
 ضلع رحیم یارخان کی سیاسی تاریخ اور اہم مقامات، سعید احمد سعید، سعید اکیڈمی رحیم یارخان، ۲۰۰۰ء
 وقایع راجپوتانہ، بابو جوالا سہاے عداستی راج بھوت، مفید عام پریس، آگرہ، ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء

حواشی

- ۱۔ سردار پور جھنڈیرو الانسخہ کوئی تیس سال پہلے کتب خانہ مفتی محمد صادق، بہاول پور میں ان کے صاحب زادے مولانا محمد معاذ کی تحویل میں تھا اور ڈاکٹر اللہ دتا چوہدری مرحوم نے وہاں دیکھا تھا۔ اسی حوالے سے اس کا احمد منزوی کی فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ج ۱۱، ص ۱۰۵۵ میں اندراج ہوا ہے۔
- ۲۔ احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، ج ۱۱، ص ۱۱۱۴
- ۳۔ یکم شوال ۱۱۸۶ھ / ۲۷ دسمبر ۱۷۷۲ء کو جب ملتان کا گورنر اور اس کے سپاہی نماز عید پڑھ رہے تھے، سکھوں کی ہتھی مشل نے ملتان پر قبضہ کیا جو ۱۱۹۴ھ / ۱۷۸۰ء تک برقرار رہا۔ ذوالحجہ ۱۱۹۳ھ / دسمبر ۱۷۷۹ء میں تیمور شاہ درانی نے زنگی خان درانی کو ۱۸۰۰ سپاہیوں کا لشکر دے کر ملتان کے محاصرہ کے لیے بھیجا اور بعد میں خود بھی محرم ۱۱۹۴ھ / جنوری ۱۷۸۰ء میں لشکر سے آ ملا۔ نواب بہاول پور کی بھی اسے حمایت حاصل تھی۔ صفر ۱۱۹۴ھ / فروری ۱۷۸۰ء میں ملتان کو سکھوں کے قبضے سے چھڑایا گیا۔ دیکھیے: - عزیز الدین و کیلی فولزئی، تیمور شاہ درانی، کابل، ۱۳۳۳ش، ص ۲۴۰
- ایس، ایم لطیف، History of Punjab، کلکتہ، ۱۸۸۹ء، ص ۲۹۷-۲۹۹
- ہری رام گپتا (Hari Ram Gupta)، Studies in Later Mughal History of Punjab، کلکتہ، ۱۹۴۴ء، ص ۸۷-۸۹، ۲۴۱
- عاشق محمد خان دُرانی، The last phase of Muslim Rule in Multan (1752-1818)، ص ۱۵۷-۱۵۸، (مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی)
- عاشق محمد خان کا تھیسز طبع ہو چکا ہے۔
- ۴۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے پاکستان میں فارسی ادب، ج ۳، ص ۳۷۸ میں مولوی یار محمد ملتانی کی تصنیف رسالہ در اثبات دوگانہ میراں کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے حالات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہی یار محمد گادر ملتانی ہیں یا کوئی اور؟ زمانہ دونوں کا ایک ہی ہے۔
- ۵۔ منار اصول، ابی البرکات عبداللہ نسفی (م: ۱۰۷۰ھ) کی عربی کتاب منار الانوار کا عربی نام ہے۔ یہ اصول فقہ پر معروف کتاب ہے۔ غالباً عبداللہ کئی نے اس پر حاشیہ یا شرح لکھی ہوگی!
- ۶۔ زاد اللیب مولانا عبداللہ بن مولانا عبدالکیم سیالکوٹی کی معروف تصنیف ہے۔ ممکن ہے مولوی محمد طاہر نے اس کا کوئی حاشیہ لکھا ہو۔

۷۔ یہ شرح فارسی زبان میں ہے اور اس کا نام فتح حصن حسین ہے۔ یہ ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۵ء میں تصنیف ہوئی۔ اس کے دیباچہ میں روایت حدیث کی ان اجازتوں کا ذکر ہے جو شارح کو مشائخ حریمین سے حاصل ہوئی تھیں۔ اس شرح کا جو نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں ہے (شمارہ: ۶۷۲۳، تاریخ کتابت: ۱۱۷۹ھ، ۸۲۳ صفحات) وہ شارح اور ہمارے اس تذکرہ کے مؤلف کے خاندان کی تحویل میں رہا ہے۔ اس کے سرورق پر چار مہر ہیں اور دو یادداشتیں ہیں۔ تین مہر ہیں مجھ سے پڑھی گئی ہیں جو اس طرح ہیں:

- ۱۔ ”رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا / تَرَابِ الْأَقْدَامِ الْعُلَمَاءِ / شَيْرُ مُحَمَّدٍ هَاشِمِي“، یہ ہمارے تذکرہ کے مؤلف کی مہر ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ دستخط ہے ”مالک غلام... الہاشمی“ شاید یہ غلام مصطفیٰ ہاشمی ہو جو ہمارے مؤلف کے چچا تھے۔
- ۲۔ ”خویدم العلماء محمد عابد ہاشمی“، یہ ہمارے مؤلف کے والد ہیں۔
- ۳۔ ”... مملوک العلماء محمد عابد الہاشمی ۱۱۸۱ھ“، یہ بھی ہمارے مؤلف کے والد کی مہر ہے جس میں سنہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ محمد عابد ایک سال بعد ۱۱۸۲ھ میں وفات پا گئے۔

ایک مہر آخری صفحے پر بھی ہے:

- ۴۔ ”احقر الفضلاء شیخ فرید ہاشمی“، یہ ہمارے مؤلف کے چھوٹے بھائی ہیں۔

اس نسخے کے سرورق پر ہمارے تذکرہ کے مؤلف - شیر محمد - کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک یادداشت بھی ہے جس میں ابوالفتح ملتانی کے بارے میں چند اہم معلومات دی گئی ہیں۔ یہ ورق کرم خوردہ ہے اور جو کچھ پڑھا جا سکا ہے وہ حسب ذیل ہے (کرم خوردہ مقامات پر نقطے لگا دیے گئے ہیں):

این کتاب مستطاب از مؤلفات افضل الفضلاء، رئیس المحدثین والمفسرین حاجی الحرمین الشریفین - زاد اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً - سیدنا و مولانا حاجی ابو الفتح ابن الشیخ قطب الدین قریشی عباسی متوطن پرگنہ سیورائی از توابع ملتان، و قبر شریف ایشان در بلدہ ملتان، قریب دائرۃ سلطان العارفین شاہ جلال الدین اویسی واقع است. و قبر شریف والد ماجد ایشان در قصبہ سیورائی ہمراہ برادران خود است. و از مؤلفات ایشان شرح شافیہ فارسی و کافی و وافی شرح کافیہ، الشافیہ منظومہ و مائتہ در صلوات افضل مخلوقات و شرح آن و شرح... منظومہ و حاشیہ بر بعضی بیضاوی و تفسیر سورۃ فاتحہ و رسالہ وافیہ در باب زکوٰۃ و مناسک حج و رسالہ ردّ نصاریٰ - خذلہم اللہ تعالیٰ - و ہدایۃ الصرف و رسائل در شرح احادیث مغلکہ و رسائل اجوبہ بر کتب معرفہ [؟] در جواب بعض فضلائی پورب و الفیہ در درود بر افضل مخلوقات عنہ [؟] افضل الصلوات والتسلیمات. و حضرت ایشان... پارسایی و نیت انجاح... حامی دین قویم سلطان اورنگ زیب مرحوم داشت. سلطان موصوف از نہایت [دلجویی؟] ایشان نور دیدہ خود مسماء زین النساء بیگم دختر... خویش... موصوف چون از سعادت زیارت حرمین شریفین بہرہ یاب گردیدہ درین دیار رسیدند ترک تعلق فرمودہ، اوقات شریفہ خود را تقسیم نوشتن و درود و درس تفسیر و حدیث فرمودند و معاش سلطانی ہم موقوف فرمودند. فی الجملہ منقطع از خلق گردیدہ، بہ خالق پیوستند. رحمة اللہ رحمة واسعة.

اس یادداشت کا لب لباب خود مولف نے اپنے زیر نظر تذکرے میں درج کر دیا ہے۔ البتہ مولانا ابوالفتح کی چند تصانیف کے مزید نام یہاں ملتے ہیں اور یہ کہ مولانا ابوالفتح نے سفر حرمین کے بعد، دربار سے تعلق ختم کر دیا تھا اور شاہی مدد معاش لینا بھی موقوف کر دی تھی اور صرف تالیف و تدریس اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔

اسی کے ساتھ دوسری یادداشت بھی ہے جس کے صرف یہ الفاظ پڑھے جاسکے ہیں: ”موجب تقسیم در حصہ برادر صاحب مولوی شیر محمد...“ اس سے پتا چلتا ہے کہ ابوالفتح ملتانی کا کتب خانہ ان کے وارثوں میں تقسیم ہوا تھا اور شرح حصین کا یہ نسخہ ہمارے مولف۔ مولوی شیر محمد۔ کے حصہ میں آیا تھا۔ یادداشت میں انھیں ”برادر“ لکھا گیا ہے، غالباً یہ یادداشت ان کے دوسرے بھائی۔ فرید ہاشمی۔ نے لکھی تھی۔

پنجاب یونیورسٹی میں شرح حصین کے نسخے پر درج، باقر پور سیورائی کے اس خاندان کی موجودگی کی یہ تحریری شہادت مجھے چند سال پہلے ملی تھی اور میں نے پنجاب یونیورسٹی کے فارسی منظومات کی فہرست (زیر طبع) میں اسے من و عن درج کر دیا تھا۔ اُس وقت مجھے یادداشت کنندہ اور صاحبان مواہیر کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا اور میں نے محض ایک علمی اطلاع کے طور پر اسے نقل کر لیا تھا۔ اب مولوی شیر محمد کا زیر نظر تذکرہ مل جانے پر شرح حصین کے سرورق پر درج تمام اسماء کی شناخت ہو گئی ہے۔ فَلَہ الحمد۔

شرح حصین کے دو قلمی نسخے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں بھی ہیں۔ شمارہ ۸۰۰، کتاب شیخ عبدالکریم صدیقی ملتانی، کتابت گیارہویں صدی ہجری، ۶۵۲ صفحات۔ دوسرا نسخہ شمارہ ۵۱۵۳، کتاب محمد اسلم، تاریخ کتابت ۱۳ محرم ۱۱۶۰ھ، ۸۸۶ صفحات۔ اس نسخہ کے کاتب کا کہنا ہے کہ اس نے اسے شارح کے نسخہ سے نقل کیا ہے۔ دیکھیے: احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ج ۳، ص ۱۵۹۲

ابوالفتح ہاشمی ملتانی کا ایک رسالہ مناسک حج و عمرہ زیب النساء دختر اورنگ زیب کی درخواست پر تصنیف ہوا۔ اس کا قلمی نسخہ میں نے ذخیرہ مفتی، نیشنل آرکائیوز آف پاکستان، اسلام آباد (شمارہ: اسلام 42) میں دیکھا۔

مولانا ابوالفتح کا کچھ تذکرہ محمد صالح لکھنؤ نے عمل صالح میں کیا ہے جہاں سے نزمہ الخواطر (ج ۵، ص ۲۳) میں بھی نقل ہوا ہے۔ لیکن وہاں نہ تو کوئی تاریخ ہے اور نہ مولانا کی کسی تصنیف کا نام۔ صرف یہ لکھا ہے کہ وہ عہد شاہجہانی کے عالم تھے۔

۸۔ یہ شرح فارسی میں ہے اور زیب النساء کے کہنے پر لکھی گئی تھی۔ اس کے دو قلمی نسخے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں دستیاب ہیں۔ شمارہ ۶۷۲۷، مکتوبہ محمد شفیع، ۱۶ محرم ۱۲۵۶ھ، ۳۳۰ صفحات؛ شمارہ ۲۴۴۲، مکتوبہ غلام محی الدین، ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۸۸ھ، ۴۰۰ صفحات۔ دیکھیے: احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ج ۱۳، ص ۲۵۴۲

احوال و انساب قریش ملتان و نواح آن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعده، می گوید فقیر حقیر شیر محمد بن سیدنا مولوی محمد عابد مرحوم مغفور قریشی ہاشمی باقر پوری، از عرصہ کثیر مرکوز خاطر بود کہ چند اوراق بہ عبارت فارسی در بیان نسب خود و اظہار علم و فضل بزرگان اسلاف و اخوان معاصر و نسب قوم شرفا از سادات و قریش، سکنة این دیار جمع نموده شود تا خلف را یادگار و باعث بر اکتساب علوم گردد و بر حقیقت علم و بلاغت اسلاف کرام مطلع شده کسب علوم وراثت خود تصویریدہ [ا ب] در جدو جہد تحصیل این نعمت عظمی و این دولت کبری مہما ممکن بہ ہیچ نوعی قصوری ننماید.

اما بہ سمع این احقر آمدہ بود کہ عمی حضرت بدر المحافل العلمیہ، مورد مواہب قدسیہ، سحرالبیان، فصیح اللسان، مولوی غلام مصطفی صاحب رحمۃ اللہ تعالی رحمۃ واسعہ کہ در علوم معقول و منقول مہارتی تمام داشت و در فنون تقریر و تحریر از علمای عصر فائق تر و در علم تواریخ و سیر متبحر و کثیر السیر، چنانچہ ذکر محامد و فضائل ایشان درین دیار و در نواح [۲ الف] اوچ متبرکہ و ملتان برالسنة خواص و عوام معروف است و وفات ایشان در ۱۱۷۶ھ و قبر شریف ایشان در اوچ قادریہ متصل دیوار شرقیہ خانقاہ حضرت محمد غوث جیلی قدس سرہ است. چند اجزا مشحون بہ بیان نسب و فضائل و مآثر اسلاف خود و ذکر صحت و سقم انساب اکابر اعیان کہ درین دیار از بکھر تا ملتان ساکن اند، مرتب نمودہ، لہذا بہ واسطہ مطالعہ آن اجزا متصدی این امر

نمی شدم تا تحصیل حاصل نشود. چون تا این تاریخ - ۱۲۱۸ھ - اجزای [۲ ب] مذکورہ بہ نظر نیامدہ، لاچار دست بہ قلم افتاد و چون یک دو ورق از مواضع متفرقہ از تحریر مولانا عمی مذکور بہ دست آمدہ تبرگا و تلددًا عبارت آن بعینہ منقول می شود وہی ہذا.

”صاحب الکرامات حضرت قاضی محمد مراد قدس سرہ فرمودہ کہ در قیام [کذا: تا قیامت از] اولاد من علم از آنها نخواہد رفت. و ہمہ کس دعای حضرت ایشان معاینہ نمودہ کہ تا حال فضلا ی علما بہ علوم عقلیہ و نقلیہ موجود اند و داعی خلق اللہ ابن عم خود را - کہ عبارت از صاحب نفس قدس و روح ملکی [۳ الف] مولوی شاہ محمد باشد - دیدہ کہ بر اقران علمای عصر این قدر سبقت داشت کہ احدی را طاقت جواب سوال مقابل ایشان نبود و آنچه سخنان دقیق نسبت اذہان علمای عصر بود، نسبت ذہن مبارک ایشان از اجلا بدیہیات است، بلکہ فرمودہ مولوی معنوی قدس سرہ بر ذات ایشان صادق می آید:

بی تامل او سخن گفتمی چنان کز پس پانصد تامل دیگران

نور ہر گوہر ازو تابان شدی ضد و باطل را از و فرقان بُدی

[۳ب] و مصداق این حواس زور او تحقیقات در بیان قدر و جبر، و رسالہ در تعریف رجل، و رسالہ در تفسیر ”اناعرنا الامانة“ [الاحزاب/۷۲]، و شرح صرف میر و غیر ذالک باید گفت. قبل از ایشان عالمی زمان، اوحدی اوان، حضرت مولوی عبداللہ - والد والدہ داعی - کہ اشتہار از سبب سکونت در قصبہ کن قریش ”کنی“ می داشت، عالم و حافظ بہ حدی کہ جز کشف و شرح مواقف و عضدی وقت درس در دست نمی گرفت و می فرمود: ”علم در سینہ باید نہ در کتاب.“ [۴الف] آنان کہ از صحبت ذات شریف تلمذ فرمودہ اند، بالا تر از آن مناقب ایشان می فرمایند. و وقت تلمذ حضرت مرحوم علامہ ربّانی، عالم لاثانی، حاجی الحرمین الشریفین - زاد ہما اللہ تعالی شرفاً و تعظماً - حضرت مولوی ابو الفتح صاحب شرح حصن حصین، و بعض حاشیہ بیضاوی کہ تعرض بہ افضل الفضلا مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی فرمودہ، و شرح شمسیہ منظومہ در منطق، و شرح کافیہ شافیہ منظومہ از ابن مالک طایی در نحو، و در صرف رسالہ ہدایۃ الصرف، و متن و شرح درود مائتہ، و در بیان زکوٰۃ، و تفسیر سورۃ فاتحہ، و تحقیق مشکلات ہدایہ، و مطول، و بعض [۴ب] تحقیق حاشیہ مولانا عبدالغفور بر فوائد ضیائیہ، و رسالہ یومیہ در بیان آجوبہ و أسولہ فاضل مازندرانی و غیر ذالک موجود بودند. و در اول ایام تعلق بہ نتیجہ پادشاہ عادل زمان، اورنگ زیب بہادر غازی، کہ عبارت از اکبریگم زیب النساء باشد، داشتند بعدہ ترک فرمودہ بہ تدریس فقہ و تفسیر و حدیث اشتغال فرمودند. و در مشرب علیہ قادریہ چاشنی وافر و حظی کامل داشتند.

و حضرت ایشان چون در طائف تشریف داشتند. سرپیچ سیاہ - کہ لباس بنی عباس است - عباسیان آنجا [۵الف] عطا فرمودند و نہایت اکرام ذات شریف می فرمودند.

فرزندان ایشان حاوی علوم عقلیہ و نقلیہ بودند:

[۱] مولوی شیر محمد - کہ استاد افضل فضلائی عصر، یار محمد مدرس ملتان بود - نیز بہ طریق پدر بزرگوار بر جادہ علم تدریس قائم بود.

دوم فرزند شریف ایشان، شیخ ابوالخیر، شارح مثنوی و حدیقہ، اگرچہ بہرہ در علم متداولہ داشتند لاکن شغل آنها بہ کتب اخلاق و تصوف از حد بیش بود.

و فرزند مولوی شیر محمد سمائی، مولوی محمد طاهر نیز از علوم [۵ب] عقلیہ و نقلیہ بہرہ داشت و دعاگو نبیرہ حقیقی ابن عم حضرت ایشان می شود. و قبر شریف ایشان قریب دائرہ سلطان العارفین شیخ جلال الدین در نواحی ملتان واقع است و قبر والد شریف ایشان شیخ قطب الدین زیر قلعہ سیورائی ہمراہ چہار برادر حقیقی خود واقع است.

و چون برادر گرامی قدر، اخویم مولوی عبدالرحیم - کہ الحال از علوم متداولہ بہرہ دارد - در ملتان رسائل نحو صرف می خواند، از حدت طبع برادر م، شرفای ملتان - چہ سادات حسنیہ و حسینیہ - ماوی و موطن

[۶ الف] دعاگو را- کہ سیورائی است- تشبیہ بہ شیر ازلی دادند. آنہابی کہ از حقیقت اسلاف دعاگو واقف اند- در ملتان و درین نواح- علم قریش سیورائی را موروثی می دانند. این همه نتیجہ دعای صاحب کرامات حضرت قاضی محمد مراد رحمۃ اللہ است. اسلاف حضرت قاضی بہ موجب زمان اقترا تا ترجمان قرآن بہرہ از اخلاف بہ مراتب مضاعف در مضاعف داشتند. رحمہم اللہ تعالیٰ.

و برادر دعاگو مسمی شیخ عبداللہ در سن بیست و شش سال تحصیل تا بہ مطول کہ آغاز نمودہ بود اما از سبب یمن [۶ ب] تلقین کلمہ طیب و ارشاد طریقہ قادریہ از عارف باللہ بن قطب بالاتفاق، قبلہ گاہ، پشت پناہ، ہمنام، مسمی کلیم اللہ حسنی حسینی جیلانی- متع اللہ تعالیٰ المریدین بطول بقانہ و ارشادہ- چون مفتخر شد، اشارت تعظیم و اکرام می کرد کہ ائمہ اہل بیت از امام اول تا یازدہم بندہ را سرفراز فرمودہ اند و وضو می کرد اشارت و نیز می گفت کہ پیر [و] مرشد حاضر اند. فی الجملہ بہ کلمہ طیبہ رو بروی مردم قبائل جان بہ حق سپرد و نیز در آن وقت می گفت کہ ہر آن کس محتاج و گرفتار بودہ باشد بر قبر این [۷ الف] عاجز فاتحہ خواندہ توسل بہ جناب حق نماید. بہ لطف و کرم انجاح حاجت او گردد. و وقت احتضار ہر رگ او بہ ذکر مشغول بود و همچنان اقارب دعاگو وقت رحلت بہ ذکر کلمہ طیب رطب اللسان رفتہ اند. این ہمہ امداد حق سبحانہ بہ سبب ارواح طیبات است. اگرچہ این سخنان لائق نوشتن نبودند "فاما بنعمۃ ربک فحدث" [الضحیٰ / ۱۱] باعث آن شد. ان اجرى الاعلى الله.

وقصبہ ماتہلہ [کذا: ماتہیلہ] مسکن و ماویا بسیاری از اولیاء اللہ تعالیٰ است و اکثر آنها عباسی است [کذا: اند] و اورادی کہ در آن [۷ ب] ذکر اسلاف بہ طریق ضبط تاریخ ولادت و وفات در آن مذکور بود از [بین] رفتہ لہذا بہ تفصیل آن نپرداختہ. واللہ تعالیٰ اعلم.

انتهی تحریر عمی المرحوم.

حضرت مولانا حاجی ابو الفتح مدرس موصوف بعد اکتساب علوم و تعلق بہ سلطان اکبر زیب النساء بنت اورنگ زیب، توطن در بلدہ ملتان فرمودند و اراضی مدد معاش و ملکیتہ در مواضع متفرقہ بسیار جمع نمود چنانچہ در موضع خیرپور بہ مقدار ہژدہ چاہ و دو ہزار جریب بہ کنارہ دریا قریب شجاع آباد واقع است و بسا از مکانہا عمارت ساختہ بہ تمام رفاہیت [۸ الف] احوال و ترقی اسباب معیشت گذرانیدند چنانچہ بعضی مساکن معمورہ در حصار بیرونی ملتان جانب غربیہ اندرون حرم دروازہ در محلہ مفتی محمد بقا امروز بہ وراثت در تصرف ماست. و از میان اقران زمان و فضلالی اعیان ملتان مکرم و معزز بودند چنانچہ صوبہ داران بہ حاجت بہ دروازہ ایشان می آمدند و قرابت و خویشگی خود بہ اخوان سیورائی بہ حال داشتند. و ہمون تبرک سر پیچ سیاہ- کہ از طائف سرفراز شدہ بودند- نزد این فقرا موجود است. بالجملہ [۸ ب] صیت کمال فضل و علم و مناقب ایشان و اولاد ایشان تا سوم پشت بر السنۃ خواص و عوام سکنتہ آن نواح مشہور و معروف. و مقبرہ ایشان بمعہ فرزندان در زمین چاہ ملکیتہ خود کہ مشتملہ بر نخلستان و اشجار متصل دائرہ شیخ جلال الدین است،

امروز بہ طریق وراثت مانند سائر املاک در تصرف ماست و آن چاہ حال بہ بیرونی شیخ مؤمن علی، کہ نبیره ایشان بود، معروف است.

و فرزند مولانا شیر محمد، مولوی محمد طاهر، عالم مدرس بود [۹ الف] و حاشیہ قدیم و جدید و زاد اللیب و غیرہ رسائل از مصنّفات وی است. و از عقب ایشان یک دختر گوهر خاتون در عقد نکاح مولانا عمی عبداللہ مرحوم بود و لاحقاً لہ.

واز [کذا] مولانا ابوالخیر فرزند شیخ مؤمن علی، تحصیل تا مطوّل داشت و از سبب وفور اسباب معیشت از اکتساب باقی علوم متداولہ معطل ماند.

و فرزند ایشان شیخ اسد علی، حسن صورت و سیرت [داشت]. تحصیل تا شرح مآل فوائد ضیائیہ رسانیدہ. در عنفوان شباب بہ واسطہ خانہ جنگی از دست بعضی سادات شہید شد و قبرش بمع آبای خود [۹ ب] برجہ مذکور است کہ مقبرہ مولانا حاجی ابوالفتح مبرور است. و شیخ اسد علی شہید بہ دختر شیخ عمر قریشی فاروقی مفتی ملتان تزویج نموده بود. وقت شہادت بہ خانہ ایشان حمل چند ماہ بود ازین جہت و بہ سبب بعد ورثہ عصبات کہ در موضع باقرپور سیورائی بودند تمام املاک موروثہ شیخ مذکور از دیہات معاش و ہر اجناس اثاث البیت بہ حیلہ و خیانت در تصرف شیخ عمر مرحوم مذکور در آمد و اکثری مال در خرج متعلقان خود آورد. چون بہ خانہ شیخ اسد علی مرحوم [۱۰ الف] دختر پیدا شد - کہ والدہ ماجدہ این فقیر است - حضرت والد ماجد قبلہ گاہ بعد فراغ تحصیل علوم در ملتان، بہ موجب وراثت عصوبیت آن را بہ عقد نکاح خود آوردند و آنجا توطن نمودند. آنچه از املاک موروثہ حضرت والدہ ماجدہ باقی ماندہ بود در قبض خویش آوردند.

آنچه [کذا: انا] شیخ عمر مفتی، تحصیل علم تا بہ مطوّل کال حفظ داشت و در فقہ تحریر عصر بود و اقوال لطائف و سخنان ظرائف شیخ موصوف در این دیار و نواحی ملتان بسیار معروف است، اما اشتغال [۱۰ ب] بہ بدعت [و] در شرب مسکرات مبتلا بود و چہل روز قبل وفات تائب شد. باعثش آن کہ، در خواب دید کہ پیش حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ وی را بردند. حضرت فرمود: "نام چہ داری؟" گفت: "عمر!" فرمود: "می دانی کہ حضرت وقت تحریم خمر چہ گفته بود؟" گفت: "آری، انتھینا یارسول اللہ فرمودہ." فرمود: "شرم نمی داری کہ نام تو عمر است و انتھاء نمی کنی؟" گفت: "انتھینا انتھینا." ہمین لفظ گویان بیدار گشت. وقت سحر بود، همان ساعت غسل نموده آلات بدعت منکسر ساخته [۱۱ الف] بہ ذکر خدا تعالی شاغل شد. بعد چہل روز بہ ہمین منوال تائب البال سفر آخرت کرد.

و حضرت مولوی عبداللہ موصوف بہ کنی - کہ والد جدّہ حقیقی این ضعیف است - بعد از فراغت تحصیل فنون علمیه و اتّصاف بہ کمالات بشریہ عزیمت دارالخلافتہ بلدہ دہلی فرمود. در آنجا بعد وقوع بسیار مباحثات و معارضات معقولی و منقولی با فضلائی عصر، از جانب سلطان اورنگ زیب بسیار اکرام و احترام

یافت و بہ فرمودہ پادشاه منصب [۱۱ ب] امارت ہفت ہزاری با زنجیر فیل سواری اختیار نموده در آن بلاد اقامت پذیر گشت و تصنیفات فائقہ و تعلیقات لائقہ نیز دارد. چنانچہ منار اصول در شکارپور نزد قاضی محمد سندھی - کہ از اکابر علما بود، تحصیل در ملتان کرده و بعضی رسائل از حضرت قبلہ گاهی نیز تلمذ نموده - بہ نظر آمدہ و قبر مرحومش در برہان پور متصل قبر مصنف کتاب مفتاح الصلوٰۃ است. گویند کہ عزیزی از اقارب بہ سبب حقد و حسد زہر دہانید. ہکذا سمعت واللہ اعلم. و عقب ایشان سوای جڈہ مذکورہ نیست [۱۲ الف].

و حضرت مولوی شاہ محمد مرحوم مذکور اکتساب کمالات عقلیہ و نقلیہ اکثر در بلدہ ملتان حاصل نموده. بہ امداد فائض حقیقی در آوان تحصیل بر تمام اعیان افاضل سبقت بردہ. گویند کہ از جناب حضرت خواجہ خضر علیہ السلام استفادہ یافتہ. و چند روز حالت مجذوبی برایشان وارد شدہ و در آن حالت بسیار از دقائق و حقائق علمی ای کہ مخفی می داشتند، اکابر عصر مستفید گشتند چنانچہ مولوی عبدالحمید شرح ہدایہ حکمت و غیرہ سبقاً در آن حالت [۱۲ ب] مجذوبی تلمذ نموده. و اقوی دلائل بر خیرت کاملہ و فضل کمال ایشان آن کہ، مولانا عمی حضرت مولوی غلام مصطفی مرحوم مغفور باوجود چنین فضل و کمالیت خود، مدح علوم و جودت طبیعت عالیہ ایشان مالا مزید علیہ بہ قلم آوردہ. کما عرفت. و نیز حضرت اوستادی، و اوستاد الفضلا و مستند الاجلا، مولانا حضرت حافظ محمد اسماعیل قدس سرہ کہ در زمین ڈیرہ غازی خان سکونت داشتند، بر فضلالی مدرسین بلاد ملتان و ڈیرہ بکھر - لمن رأینہم و سمعناہم - فائق تر بودند. [۱۳ الف] در حینی کہ تلویح و شرح مواقف از خدمت ایشان تلمذ می نمودم ہر وقتی کہ ذکر مولوی موصوف می فرمود تعبیر بہ " بحر موج " [می کرد] و کفی بہ فضلاً. چون در لوہری تشریف بردند، آنجا مخدوم روح اللہ روحہ کہ از اکابر علما و افاضل فضلالی آن دیار بود، بہ مرتبتی کہ تمام متون تحصیلی لفظاً و معناً در حفظ داشت، متصدی مباحثہ و معارضہ مولوی موصوف گشت از ہر آسولہ و شبہاتی کہ مرکوز خاطر داشت، جواب شافی یافت و بہ فضل و مزیت ذات شریف ایشان اعتراف نموده. ایشان در شأن مخدوم فرمودند کہ " طالب علمی است تیز طبع. " و مخدوم آداب نیاز بجا آوردہ [۱۳ ب] شکرانہ نمود کہ از مثل این علامہ تحریر بہ این خطاب مستطاب سرفراز شدم. و بہ تقدیر الہی در شہر لوہری وفات یافتند. و بعد وفات برادر حقیقی ایشان شیخ محمد مقیم - کہ الحال نبیرہ وی نصیر محمد نام موجود است و رسائل فارسی می خوانند - از آنجا انتقال نموده بہ باقرپور آورد. و قبر ایشان نزدیک شہر باقرپور، کہ بالفعل خراب افتادہ، در موضعی کہ معروف بہ آستانہ است و بہ جنب شرقیہ قبرایشان شیخ نصیر محمد - والدش - مدفون است. رحمہ اللہ تعالی.

و بسیار کس از ایشان استفادہ یافتہ:

- مولوی شاہ محمد چنجن کہ مرد متدین [۱۴ الف] و صالح متقی و عالم عامل بود، در نواحی

موساکن از خواص شاگردان ایشان بود، لہذا مردم چنجن ادب و اکرام خاندان ما مرعی می دارند.

- و مولوی محمد اکرم ساکن راجن پور متعلقہ سیت پور کہ از اعیان افاضل بود ہم از ذات ایشان

استفادہ یافتہ۔ و از عقب ایشان یک فرزند شیرخواره مولوی گل محمد مرحوم ماند، به اهتمام و سعی تمام والدہ ماجدہ خود به ملتان سفر کشیده، در اندک مدّت کتب متداوله را تحصیل نموده توغّل در مطالعه کتب منقولہ و معقولہ موروثہ داشت. و در اوائل بعضی رسائل صرف و نحو از خدمت مولانا عمّی مذکور [۱۴ ب] تلمذ نموده. اوّل در بلدہ بہادرپور - کہ قریب بھٹہ و اہن است - درس می نمود و آخرًا در بلدہ احمد پور - کہ بہ سرحد شمالی سیورائی واقع است - سکونت داشت و بہ درس فقرا و قریش برادری خود ہم مشغول. و در ۱۱۹۴ھ وفات یافت. [فقیر] در آن وقت حاضر بود. چون بہ نزع روح قریب رسیدہ، برخاستہ و وضو نمود. در قص شارب و اظفار و غیرہ لوازم تطہیر سعی نمود. یک دو ساعت بہ مردم حاضرین و آنان کہ بروی بہ جهت عیادت وارد می شدند، تلقین ذکر حقّ تعالی و اجازت ادعیہ ماثورہ می داد، بعدہ از دخول وقت نماز ظهر [۱۵ الف] استفسار کرد و خاصہ متوجہ این فقیر شد کہ تو عالمی و این وقت شہادت عالمی می باید. وقت نماز آمدہ یا نہ؟ گفتم: نہ. پس متوجہ قبلہ بخسپید و بہ ادعیہ ماثورہ و کلمہ طیبہ شاغل شد تا جان شیرین بہ حقّ تسلیم نمود. و قبرش در احمدپور، متصل فرزند کلانش محمد احسن نام، کہ تحصیل تمام کردہ بود، بر دروازہ مسجد مدرسہ خود است.

- و دو فرزند دیگر وی، دوست محمد کہ مطوّل می خواند؛ و عبدالرشید کہ تا بہ قطبی رسیدہ بود در آوان شباب فوت شدہ بہ جنب پدر بزرگوار مدفون اند.

- و یک فرزند دیگر، شیخ محمد ہاشم [۱۵ ب] موجود است کہ پسران وی رسائل صرف و نحو می خوانند. اللہ تبارک و تعالی در آن و در اولاد ما و برادران ما برکت اندازد.

و مولانا عمّی مولوی عبداللہ مرحوم مذکور در باقرپور در موضع آستانہ مذکورہ بہ جنب غربیہ قبر مولوی شاہ محمد مرحوم مدفون است و فرزند ایشان غلام مرتضیٰ نیز در [سن] صغر وفات یافتہ بہ پہلوی ایشان مدفون است ازوی عقبی نماندہ. رحمہ اللہ تعالی.

و مولانا عمّی مولوی عبدالرحیم مرحوم مذکور در ملتان اکتساب علوم نموده بعضی کتب از شیخ عمر مفتی و اکثر از [۱۶ الف] مولانا حاجی یار محمد مدرس ملتان تحصیل نموده، از فضلالی عصر شدند. طبعی عالی و ذہن کامل داشت و تفسیر بیضاوی در حفظ [کذا: حافظہ] ذات شریف ایشان بود. از خدمت برادر کلان حقیقی، مولوی غلام مصطفی مرحوم بسیار مستفید گشتہ. و صاحب تقوی [بود] و جرأت تمام داشت. با علمای رفضہ در مجلس طہماس خان - کہ از نادر شاہ پادشاہ رافضی سردار و نائب در شکارپور ملک سند بود - بسیار مباحثات فرمودہ و بی تحاشا با آنها گفتگو ساختہ، بہ امداد حقّ سبحانہ تعالی آنها [را] ملزم ساخت [۱۶ ب]. و بسا اوقات از جهت وفور تورّع و حمایت دین قویم، طریقہ اجتناب بہ اقویای روزگار می نمودند بہ احیای مراسم ملت حنفیہ ذیل شریف متمر داشت. و یکی از علو ہمتی ایشان آن کہ بہ وعظ و بلاغ مردم اعیان و فقرا را جمع نمودہ، بتکدہ کلان واقع بھٹہ و اہن کہ از احدی حکام اسلام بہ آن تعرّض نمودہ و در وی کفّار فبّار و برہمنان

غلو می داشتند باوجود مخالفت حکام - کہ در آن وقت صوبہ داری کوڑا مل کافر بود - منہدم ساخت و کفره فجرہ بعد وقوع حرب بعضی مقتول گردیده [۱۷ الف] و بعضی گریز پای شده و اصنام تمامہ بشکستند. تاحال از آثار ان عمارت بتکده منکسره منہدمہ باقی است.

در آخر عمر بہ سبب خشک آبی در موضع کاونی ناحیہ باقرپور، [در] زمین موروثہ، چاهان احداث نمود و در [کذا: بہ] باقرپور انتقال نموده بہ بالای سیورائی - موطن قدیم - مکان های سکونت و مسجد قدیم کہ منہدم شدہ بود [بنا کرد]. ہر دو قبر شریف جد بزرگوار حضرت قطب الوقت مخدوم تاج الدین شہید و مخدوم عزیز خطیب قطب تعمیر فرمودہ چند مدت سکونت [در] آنجا اختیار فرمود و در این [۱ الف] اثنا آنچه شرور بدعت شرب بنج و ضرب طول و اختلاط نساء مع الرجال - کہ جہال بہ زیر قلعه سیورائی بر مقبره شیخ موسی برسبیل عادت مستمرہ می کردند - منع فرمود و منکسر ساخت. بعد چند روز بہ جہت کثرت شوق تلافی برادر حقیقی خود - اعنی حضرت والدی قبلہ گاہی - و بہ واسطه تشویش طبع از عداوت معاندان بمع قبائل بہ ملتان رفتند و آنجا بہ تقدیر الہی بہ دارالبقارحلت فرمود در ۱۱۷۱ھ.

بعد وفات از آنجا نقل کردہ بالای سیورائی بہ جنب قبر حضرت مخدوم تاج الدین شہید جانب غربیہ دفن کردند رحمہ اللہ تعالی. و قبل ایشان هیچ قبری - سوای دو قبر مخدومین قطبین - نبود. و قبر یک فرزند کلان ایشان محمد نبی نام بہ جنب قبر شریف مخدوم عزیز قطب جانب شرقیہ واقع است و دو فرزند ایشان مولوی احمد نبی و شیخ منصور موجود بودند. سبحانہ تعالی در آنها و در اولاد ما برکت اندازد.

و مولانا عمی حضرت مولوی غلام مصطفی مرحوم مغفور در خرد سالگی بہ واسطه رشک و غبط کمالیت علوم ابن عم خود - مولوی شاہ محمد مرحوم - بہ ملتان آمد. تمام کتب تحصیل عقلیہ و نقلیہ بہ کسب آورد. اکثر علوم از خدمت مولانا استاذ الکمل حاجی یار محمد مرحوم - کہ در عرف گذار بودند و ہزارہا مردم از برکات ایشان از رجس جہل و درن ضلالت نظافت و طہارت پذیر شدند - تلمذ نمودہ و فنون غربیہ و مشہورہ بہ حسب طاقت بشریہ حاصل نمودند.

و انتقاد طبیعت و حافظہ بہ حدی بود کہ می فرمود از ابتدای صرف بہایی تا عضدی ہر سیق اولش و آخرش محفوظ است. و در حسن تقریر و لطافت تحریر و سحر بیانی و نظم [۱۹ الف] معانی بیعدیل از اعیان افاضل روزگار و مشار الیہ بہ بنان بود. تلقاة العلماء فی ہذا البلاد بالحسن والقبول.

و مباحثات علمییہ با فضلالی عصر در مجلس نواب عبدالصمد خان بسیار بہ وقوع آمدہ و مدام گوی سبقت نصیب حال ایشان می بود.

و گفتار ایشان مشحون بود بہ نہایت ظرافت و حلاوت. اگر بہ زبان پارسی کلام منساق شدی حاضران اصل ایشان فارس تصور می نمودند. اگر بہ زبان عربی کلمات ملفوظ کردی، خالص قح عرب معلوم شدی. و در لسان ایشان حق سبحانہ تعالی تأثیر و قبولیت [۱۹ ب] چندان القا فرمودہ بود کہ نیک و بد و شریف و

وضیع، ذات شریف ایشان را محبوب داشتی. معہذا جرأت و جسارت طبع و راستگویی ایشان جبلیہ ایشان بود کہ از احدی قویّ جبار ترس جان نداشتند.

نقل است کہ روزی نواب عبدالصمد خان چند فضلائی عصر جمع نمود. بہ ذات شریف ایشان بہ حضور خود مباحثہ و مناظرۃ علمی انداخت. ایشان در اثنا اشتغال بہ قیل و قال، بہ واسطۃ جولان طبیعت و عادت و... مسند و بالین نواب را [۲۰ الف] برہم نمودہ، پشت خود را بہ نواب کردند. نواب گفت کہ این مولوی [بہ] چشم ایشان بہ وہم حقارت رخ بہ نواب آوردہ. فرمودند: ”ہر کہ بہ حقارت در علما نظر بکرد زنش را طلاق افتد. برخیز تجدید نکاح کن.“ این لفظ بر زبان گوہر افشان راندہ بہ ہمون منوال در مناظرہ بلاتحاشی مشغول ماندند. نواب عذر خواہی نمودہ گفت: واللہ، باللہ، معاذاللہ، من حقارت نکردم، غرض آن کہ النفات شمایہ من شود. ایشان در جواب نواب [با] عذر خواہی و تملق جویی فرمودند [۲۰ ب] کہ اگر ہمین نیت داشتی زنت را طلاق واقع نشد. و بہ ہمون شق بہ مناظرہ مشتغل. سبحان اللہ! چہ جرأت و ہمت علمای آن زمان و چہ ادب و ابہت امرای آن آوان.

روزی در مجلس سردار جہان خان - کہ از جباران زمان بود از طرف احمد شاہ پادشاہ افغان قندھاری مُلک ہندوستان را تسخیر می کرد و در تاراج و اسیری می آورد - ہمراہ مخدوم شیخ را جو سید بخاری - کہ آن زمان حاکم سیت پور بود - مولوی مرحوم حاضر بود کہ علی مراد خان - از سرداران قوم داد پوتہ - را [۲۱ الف] آوردہ برای ملازمت ایستادہ کردند. سردار بہ چشم غضب در وی نگریستہ گفت کہ ”چہ رسم بد شما واقع است کہ چون ما می آیم زنان [و] بچگان خود را کشتہ می گریزید آخر ما مسلمانیم، اگر زنان شما بہ دست ما آید چہ خواهد شد؟ بہ کدام ملت کشتن اینہا روا است؟“ کس را یارای جواب آن نبود. ہمہ اکابران اعیان حاضران لفظ تقصیر بہ زبان راندند. آنگاہ مولوی معظم مانند شیرگران بہ جولان آمدہ جوابش داد: ”ای سردار! کشتن اینہا در شرع انور جائز است.“ [۲۱ ب] در فتاوی تاتارخانہ آوردہ ہر کہ از خوف ظالمان و کافران زنان خود را بکشد و سوزد جائز است.“ سردار گفت کہ ”ما ظالمیم و کافریم؟“ فرمودند: ”آری.“ گفت: ”ما باندہ شاہیم.“ ”شاہ ما ظالم و کافر است“ فرمودند و حُجج و بیّنات عقلیہ بر اثبات دعوی خود آغاز نہادند. ہر چند سردار را درین باب خشم و شورش افزود، از استقلال حال و استدلال مقال ایشان یک ذرہ متفاوت نکرد. آخر الامر سردار علوہمتی معائنہ نمودہ طریق عذر خواہی درپیش نمودہ آداب خدمت بجا آورد [۲۲ الف]. و حکایات سبقت در آیات و متانت مقالات ایشان درین بلاد متواتر المعنی است - جعل اللہ تعالی آخر عمرہ خیرا من الاولی -

فی الجملہ از اجلائی فضلائی عصر و از عاملان مخلص بود وہم از مدارج سلوک قولاً و فعلاً از خدمت مریّی کامل، حضرت سید موسیٰ جیلانی حطّی تمام یافت و اکثر اوقات رطب اللسان بہ ذکر الہی شاغل. و در ۱۱۷۶ ھ تخمیناً بہ اوچ متبر کہ بہ دارالآخرت [۲۲ ب] خرامیدند - رحمة اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً -

و کتب علوم مشہورہ و غریبہ بسیار بہ دست آورده بودند اما فرزند ایشان ضایع [نمود]. حال نبیره ایشان موجود اند.

و حضرت قبلہ گاہی والد ماجد مولانا مولوی محمد عابد- تغمذ اللہ بغفرانہ - در حالت صغر از باقرپور بہ ملتان آمدہ اکتساب علوم نمود و عضدی تمام در خدمت مولوی حاجی یار محمد مدرس ملتان تلمذ نمود و ہیچ دقیقہ ای از دقائق فنون کسبہ فرو نگذاشت. ہما نجا بہ وراثت توطن فرمودہ و آنچه از متروکہ شیخ [۲۳ الف] اسد اللہ شہید باقی ماندہ بود - از مکانہا معمرہ و زمین مدد معاش - بہ تصرف آوردند.

چنان ذہن عالی و حافظہ کاملہ داشتند کہ باوجود اشتغال اکثر احوال بہ علائق دنیاوی بہ سبب عوائق زمانہ در ہر محفلی از محافل علوم گوی سبقت می بردند.

بعد وفات برادران حقیقی و حصول ملالت بہ سبب ورود حکام افغانیہ از ملتان انتقال نمودہ در اوچ قادریہ اقامت پذیر گشتند. در خدمت و تربیت [۲۳ ب] اہل و عیال خود و اولاد اخوین و اخوات و تعلّم آنها سعی می فرمودند و مخدوم المخادیم سند الاقالیم مخدوم گنج بخش صاحب حسنی حسینی جیلانی سجادہ نشین، مشکوۃ شریف تلمذ می نمود و قبل ازین ہمین جناب و والد شریف ایشان مخدوم عبدالقادر از خدمت عمی مولانا مولوی غلام مصطفی صاحب مرحوم استفادہ یافتند.

و چند گاہ در بہاول پور اقامت شدہ بود، بعدہ تمام تعلقات دنیاوی گذاشتہ، بنا بر حُب [۲۴ الف] وطن اصلی و اختیار عزلت گزینی از اہل دنیا از آنجا کوچیدہ در باقرپور - کہ اندکی آباد بود - تشریف بردند و بہ تعلیم ما فرزندان و بنی الاخوان و الاخوات و غیرہ اندکی شغل فرمودند.

بعد چند ماہ بہ دارالبقارحلت فرمودند. قبر ایشان در آستانہ مذکورہ، جانب سر قبر مولوی شاہ محمد مرحوم واقع است - رحمہ اللہ تعالی - و وفات ایشان در ماہ شعبان ۱۱۸۲ھ واقع است. تاریخ سال وفات "بجوار رحمت می شد" [۲۴ ب] و دیگر "وتوفی محمد عابد بمسکنی" ^۲ - رحمہ اللہ تعالی - و بہ جنب شرقیہ ایشان، قبر شیخ محمد مقیم برادر مولانا حضرت مولوی شاہ محمد مرحوم واقع است.

و این فقیر و ہر دو برادر حقیقی، در ملتان متولد شدہ. و وقت وفات حضرت والد ماجد مرحوم برادر کلان مولوی ابوالحسن مرحوم قدر پانزدہ سالہ بود [و] قطبی می خواند. و این فقیر قدر سیزدہ سالہ، شرح ملامی خواند. بہ واسطہ اشتیاق اکتساب علوم از باقرپور کوچیدہ در بہاول پور جمعیت [۲۵ الف] پذیر شدم و این وقت بلدہ ملتان در تصرف کفار سکھان - قاتلہم اللہ تعالی - آمدہ بود. بہ توفیق رحمانی ہر سہ برادر مؤلف الفواد و متحد الکلمات شدہ، در اکتساب علوم باوجود خدمت اہل و عیال سعی نمودیم و تحصیل را تا شرح مواقف - کہ بالفعل فی دیارنا غایت تحصیل است - رسانیدیم. سبحانہ تعالی سعی این مساکین را مشکور فرمود. فللہ الحمد والمنۃ. و از علوم غریبہ ہیئت و حساب و اصطقلاب و جفر نیز [۲۵ ب] بہرہ ور شدیم. و بسیار کس

از اعیان بلده و ابناء السبیل در بهاول پور از ماکتب متداوله تلمذ نمودند و الحمد لله که او سبحانه تعالی بعد وفات حضرت قبله والد مرحوم مغفور تالیوم تساوی الفت و و داد و اتحاد مسکن و معاش و مجاوری مسجد اندک بسیار و اکتساب علوم کیفیة و کمیة نصیب حال اخوان حقیقی عطا فرموده. فلله الحمد مالم یستطع احصاءه محص. و همچنین اتفاق وفاق در آفاق نادر افتد.

بعد چند سال به حیثیت فرط اشتیاق [۲۶ الف] وطن مألوفه لاسیما زیارت تربت مرحومه حضرت والد قبله، اتفاق ارتحال در ۱۱۸۸ از بهاول پور [به] جانب باقرپور افتاد و این زمان نیز ملتان در تصرف سکھان بود و به سبب ویرانگی شهر باقرپور در بلده فاضل پور که عوض باقرپور پنج شش کروہ جنوب رویه علی مراد خان مذکور بنا کرده بود، جمعیت پذیر شدیم. و آنجا نیز بسیار کس از اخوان و غیره به کتب متداوله استفاده یافتند و آن وقت حاکمان آنجا پسران علی مراد خان - سکندر خان و میر محمد خان - بودند. حسن خدمت و آداب نیاز بجا آورده [۲۶ ب] قدری از علم دینی نیز بهره ور می شدند.

و در ۱۱۹۴ این فقیر و اخوی مولوی شیخ فرید، جریده طور، طرف تیمور شاه پادشاه - که به فتح ملتان آمده بود - رفتیم. هژده روز محاصره ماند، بعد سبحانه تعالی در دل های کفره فجره رعب انداخت **باستیم** بیرون شدند. ملتان باز در تصرف اسلام آمد. فلله الحمد. چند روز در ملتان تجدید اسناد ملک املاک موروثه ساخته به زیارت قبور اجداد بزرگوار مولانا حاجی ابوالفتح مرحوم و غیره متلذذ شده، باز به مسکن آمدیم. [۲۷ الف]

و بعد چند سال در سنه ۱۲ [؟؟] به سبب خرابی بلده فاضل پور به واسطه توارد [کذا: ترد] عساکر افغانی که به ملک سند می رفت قریباً نه و یک [کذا] میل نزدیک سیورائی بر جاهان متعلقه موضع بورک مکانها و مسجد مدرسه بنا کرده "قریه حضرت والا" نام نهاد، نشستیم و جمعیت پذیر شدیم. فلله الحمد. و آنجا به توفیق الهی بسا کس از ابناء السبیل و اخوان و جوار استفاده علوم یافتند.

و [از] آنجا به اتفاق قسمت به سبب عداوت حکام و قتال مستمره قوم داد پوتره فیما بینهم در ۱۲۱۲ کو چیده با اهل و عیال و متعلقان در اله آباد آمده [۲۷ ب] توطن گرفتیم.

به تقدیر الهی، آنجا، نوزدهم ماه مبارک رمضان ۱۲۱۳ اخوی کلان مولوی ابوالحسن مرحوم ندای "ارجعنی الی ربک" [فجر، ۲۸] شنیده، به دارالبقا سفر کشیده و به مقتضای "کُلُّ اخ یفارقہ اخوه" داغ فراق بر سینہ ما نهاد. رحم الله علی تربته و ادخله الله معافی جنه. و وقت وفات باوجود شدت مرض چنان به ذکر کلمه طیبه مشغول بود که آواز آن، جماعت بیرون حویلی مسموع می کردند. [در] همین حالت جان شیرین به حق تسلیم نمود. و قریب شهر، بین المغرب و الشمال، [۲۸ الف] به مقبره مسلمانان مدفون است و آنجا مسجد پخته و چاه برای ثواب وضو و نماز و شرب و اردان بنا ساختیم. و القبول من الله تعالی.

واخوی مولوی مرحوم به امداد الهی طبع عالی و اشتعال کمال و جرأت موروثه داشت و در محافل

علمیہ بہ مناظرۃ دلیر و عبارت معضلہ بہ احسن و جوہ از ذات ایشان منکشف می شد. حال دو فرزند ایشان -بارک اللہ فیہما- موجود اند. محمد عابد موسوم بہ نام جدّ خود صرف می خواند و مؤمن علی قرآن می خواند. بالفصل الہی طبعش [۲۸ ب] نقاد است.

و اخوی مولوی شیخ فرید -بارک اللہ تعالیٰ فی عمرہ مع العافیۃ- طبع از کی و حافظۃ اقوی دارد و مُدام در مجالس علیہ و محافل علمیہ [گوی] سبقت برده و تحریر مسائل وردّ شہات کہ بر حواشی و اکناف بعضی کتب منقولی و معقولی ثبت نموده کہ در غایت لطافت واقع است. فللّٰہ الحمد. و فرزند کلان وی محمد علی صرف می خواند. -بارک اللہ تعالیٰ فیہ مع اخویہ الاصغرین و ادام تربیتہما فی ظلّہ-

و این فقیر نیز بسیار تحریر بر مسائل معضلہ و بر کتب [۲۹ الف] متداولہ نموده و حواشی قال اقول و حاشیہ بر شیخ الاسلام تلویح و شرح خلاصۃ الحساب بہ اسم لباب و شرح محمد معما و تحفۃ الرسول فی شمائل الکریمہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحبّیہ وغیرہ رسائل متفرقہ مدوّن ساختہ بعضی از آن بہ نظر [۲۹ ب] علمای عصر در آمدہ. بر تصنیف شروع و حواشی خاطر بسا مائل است اما اسباب مساعدہ. رزقنا اللہ تعالیٰ العافیۃ و حسن العاقبہ.

و حقّ سبحانہ تعالیٰ بہ کرم خویش اولاد عطا فرمودہ:

- فرزند کلانّ خیر محمد- زاد اللہ تعالیٰ عمرہ و علمہ مع العافیۃ- در ۱۲۰۳ھ در اوچ بخاریہ- کہ بہ سبب فرار تیمور شاہ و آمدن وی بہ قلعہ ڈیراور در مامن اوچ متبر کہ آمدہ بودیم- متولد شدہ بود. اکثر کتب متداولہ بہ تأیید الہی ازین فقیر واز عمّ شریف خود حاصل نموده [۳۰ الف] الحال بعون ذی الجلال تلویح می خواند و تقریر و تحریر خوب دارد. فللّٰہ الحمد والمّنۃ.

- و فرزند دوم ابو الفتح کہ در حضرت والا در ۱۲۰۶ھ مرزوق شدہ، متوسط و ایساغوجی می خواند. بارک اللہ فیہ و رزقہ اللہ العلم و العمل.

- و فرزند سوم محمد طاهر کہ در الہ آباد مسکن الحال، در ۱۲۱۳ھ متولد شدہ است، قرآن می خواند. بارک اللہ تعالیٰ فیہم اجمعین.

و باعث شرح بعضی حالات خود محض شکرانہ بیکرانہ منعم یگانہ ارحم الراحمین است [۳۰ ب] کہ خلف ماہم ملاحظہ این نعماء شاملہ و آلاء کاملہ نموده
مہما ممکن بہ محامد الہی نامتناہی اشتغال دارند. والحمد للّٰہ ربّ العلمین.

و اینسجا، در شہر الہ آباد، انواع بدعت- زراعت بنج و شُرب آن- و رواج امکانہ بدعت و خمرخانہ و قحبہ خانہ و رواج مراسم کفر- از ہولی و کیرتن مورتی- و خمار [کذا: قمار] بازی وغیرہ و فسق و فساد، بیشتر از دیگر بلاد این نواحی متمکّن بود. سبحانہ تعالیٰ بہ خاطر امیر الاسلام محمد بہاول خان سردار قوم داد پوترہ [۱۳۱ الف]- کہ تاپاک پتن و ناحیہ ملتان [و] ڈیرہ متصرف است- الغا نموده، بہ پاس گفتہ ما فقرا الی اللہ

ہمہ بدعت های قدیمہ آنجای را منمحي ساخته ^۳ چنانچہ دائرہ بدعت خراب و امکانہ لولی ہا، شرابخانہ و قمارخانہ و خمرخانہ مضمحل ساخته و فساق و اوباشان منفعل و ہنود از کیرتن و ہولی وغیرہ شور و شغب ممنوع اند. و مسجد عالی و گنبدی منیع بنا شدہ. فللہ الحمد نصر اللہ تعالیٰ من نصر دین سیدنا [۳۱ب] و سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم.

و جدّ حقیقی ما- قاضی محمد عادل مرحوم- تحصیل تا مطوّل داشت و فقیہ و متورّع بود. قبر ایشان در سیت پور واقع است.

و برادر کلان ایشان قاضی امام الدین بود، از علوم شرعیہ بہرہ ور و جرى الطبع. در محافل کلام ایشان دلیری و علوہمتی منقول است و قبرش در باقرپور است. و یکی از فرزندان وی قاضی کریمداد - کہ [در] علوم فقہی دسترس خوب داشت و کتب عربیہ تا بہ مطوّل [۳۲ الف] تحصیل نمودہ- از طرف سلطان دہلی محمد شاہ پادشاہ جغتہ منصب قضای پرگنہ اوچ گرفتہ در اوچ مغلیہ توطن نمودہ. و آن وقت اوچ قادریہ و بخاریہ حکومت نداشت. معیشت مشیخت و پیرزادگی می نمودند و چند ایام مولانا عمی مولوی غلام مصطفی مرحوم بہ سبب ملالتی، قاضی کریم داد مرحوم را معزول گردانیدہ رقم قضا بہ نام خود حاصل نمودند و بعدہ از جہت تورّع و ننگ برادری و صلہ [۳۲ ب] رحمی باز قضا بہ وی تسلیم نمودند. و قبرش در اوچ قادریہ، [بہ] جانب شمال قبر مولوی غلام مصطفی مرحوم واقع است. و حال یک نبیرہ اش شیخ محمد عالم موجود است. و ہم چنین اکثر اشخاص دیگر از قبیلہ قریش باقرپور از علم قلیل و کثیر بہرہ یاب بودند و هستند. الحمد للہ رب العالمین اللہم زد ولا تنقص و ارزقنا العمل والتقوی.

واصلی شجرۃ ما فقراء الی اللہ این است:

مسکینان [۳۳ الف] فقیر ابو الحسن مرحوم و فقیر شیر محمد و فقیر شیخ فرید عفی اللہ عنہم و جعل

آخرتہم خیرا من اولہم.

ابناء حضرت قبلہ مولوی محمد عابد مرحوم مغفور

ولد الشیخ الصالح قاضی محمد عادل

بن شیخ کریمداد

بن شیخ الفاضل شیخ حسام الدین

[بن] الشیخ الفاضل العامل شیخ محمد الشہیر بشیخ شیخن

بن الشیخ العالم محمود

بن الشیخ الفاضل شیخ بہدہ

بن الشیخ العارف شیخ حسام الدین

- بن الشيخ العالم احمد
 بن الشيخ القاضي [۳۳ب] صاحب الكرامات شيخ محمد مراد
 بن الشيخ الزكي شيخ بهاء الدين
 بن الشيخ العالم شيخ فخر الدين
 بن شيخ المتقى شيخ محمد شريف
 بن الشيخ الولي الكامل شيخ محمد تاج الدين شهيد
 بن الشيخ العالم العارف شيخ محمد
 بن الشيخ الفاضل شيخ ابراهيم
 بن الشيخ العارف الكامل شيخ الفاضل شيخ ضياء الدين
 بن الشيخ العارف الفاضل شيخ همام
 بن الشيخ العارف [۳۴الف] الكلامل رضى الدين حارث
 بن الشيخ الشريف العارف شيخ على
 بن شيخ الاديب العارف الكامل ابواسحاق
 بن شيخ الشريف الاديب امير المؤمنين محمد مهدى
 بن امير المؤمنين ابو جعفر منصور
 بن الشريف الاديب العارف محمد
 بن العارف الكامل زين الزهاد الملقب بسجاد على
 بن رئيس المفسرين، رأس المجتهدين، ترجمان القرآن، حبر الامة، ابو العباس عبد الله
 [۳۴ب] بن عم خير الناس، ابو الفضل عباس
 بن رئيس القریش عبدالمطلب
 بن سيد القریش هاشم - جد رسول الله صلى الله عليه وسلم - رضى الله تعالى عنهم و عن اولادهم اجمعين.
 ووالدة قاضى محمد عاقل صاحب، [دختر؟] رئيس الاولياء شيخ حسن عباس سكنه ماتھيلہ بود.
 و شيخ حسام الدين: والدة ايشان صديقه بود از قریشان موضع كهندي كه متعلق به اباورزه است. [۳۵الف]
 و شيخ محمود: والدة ايشان از قریشان ماتھيلہ بود.
 و شيخ بهده: والدة ايشان از دهران قصبه اباورزه.
 و شيخ احمد: والدة ايشان از پے پے پور قصبه بود، از اولاد حضرت على رضى الله تعالى عنه.
 و شيخ محمد مراد: والدة ايشان قریشيه قاضيه بود، از نواحى سيوستان.
 و شيخ تاج الدين شهيد: والدة ايشان اسديه و داماد مخدوم المخاديم مولانا عزيز خطيب قطب صاحب

قلعہ سیورائی [۳۵ ب] مدفون نیز ہمراہ مولانا مخدوم عزیز- پدر عروس خود- اند.

و شیخ ابراہیم: والدہ ایشان قریشیہ حارثیہ بود.

و شیخ بہاء الدین: والدہ ایشان قریشیہ زبیریہ بود.

و شیخ ضیاء الدین: والدہ ایشان عمریہ بود.

و شیخ رضی الدین حارث: والدہ ایشان از اولاد عثمان بود-رضی اللہ عنہم-

ہکذا وجدته بخط السلف اولی الالباب وهو تعالی اعلم بالصواب.

و شیخ تاج الدین شہید از اکابران زمانہ و واصلان [۳۶ الف] یگانہ و ولی کامل بود و در فنون شرعیہ

و علوم عقلیہ و نقلیہ کمالی اتم داشت از ہر فن. بالای قلعہ سیورائی درس می فرمود چنانچہ آثار مسجد ایشان

تا الیوم باقی است کہ همانجا مولانا عمی مولوی عبدالرحیم مرحوم مسجد بنا نموده. و ذات شریف در غایت

تقوی موصوف بود. مباحثہ و قیل و قال ایشان با مولانا شیخ صدرالدین صدر جهان و مولانا شاہ رکن عالم منقول

است. و مع هذا جہاد فی سبیل اللہ [۳۶ ب] می کردند تا کہ درجہ شہادت یافتند.

وا از ایشان نقل کنند کہ می فرمود کہ سبحانہ تعالی در اولاد ما شرف علم و بلاغت- کہ بہترین شرفها

است- عطا خواهد فرمود و ظلمت جہالت- کہ بدترین ظلمتها است- در نسل ما مستولی نخواہد شد. آمین

تقبل اللہ تعالی بفضله.

و رفعت شأن و علو مرتبہ ایشان از بیان قطب زمان، حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ کہ [در] اول

خزانہ جلالی^۴ است- معلوم می شود. خلاصہ اش این است: [۳۷ الف]

الہی بہ حرمت و برکت پیران سیورائی مرابخش کن. (بعده بہ تفصیل پیران سیورائی [را] بیان فرمودہ.)

الہی بہ حرمت و برکت پیر شیخ تاج الدین شہید.

الہی بہ حرمت مخدوم عزیز خطیب قطب الشہید.

الہی بہ حرمت حاجی محمد بغدادی.

ظاہراً ہمین معلوم می شود کہ جانب شرقیہ نزدیک سیورائی قبری [کہ] معروف بہ حاجی عراقی

است- یَزَارُ وَ یُتَبَرَّکُ- بہ امام شیخ چہارم محقق نمی شود. گویند بالای سیورائی [۳۷ ب] جنوب رویہ شرق

مائل است- واللہ اعلم بحقیقۃ الحال-

و مولانا عزیز خطیب قطب مربی کامل و عالم نحیر و^۵ در نسب شریف ایشان از دانست آنها می

شود [!؟] چون اسد بن ہاشم اولاد ندارد. این افترا محض شد. جنب اللہ شیخ المسلمین من هذا لطنع النخیث.

و بابت **مہر** [!؟] گفته شود شاید جہت ہاشمیت یکی از امہات از آباء ذات شریف غوث الاسلام یا سجاده

نشین باشد [۳۸ الف] نہ از جہت ابوت کہ جہال فہمیدہ اند.....^۶ چہ اولاد.....^۷ بہ وجود نیامدہ کما حقیق

وقطیب و غوثیت این ذات شریف.....^۸ صدر الافراد ابوالمغانم محمد صدرالدین و سیدالاولیاء.....^۹ فیض اللہ
شیخ رکن الدین - قدس سرہ و افاض برکاتہم - ثابت بہ تواتر است و از مناقب ذوات شریف ہمین بس است کہ
ذات شریف قطب العالم، نتیجہ سیدالکاینات، جلال الدین حسنی الحسینی البخاری مرید ذات اقدس [۳۸ ب]
شیخ الاسلام والمسلمین است، و ذات قدسی صفات مخدوم جهانیان مرید شیخ حضرت رکن العالم قدس سرہ
است. و تالیوم سجاده نشینان او چ متبرکہ جیلانی را در خدمت سجاده نشینان حضرت غوث الاسلام مخدوم
بہاء الدین زکریا ملتانی صدق ارادت و خلوص.....^{۱۰} مرکز خاطر اند.^{۱۱}

حواشی

۱. کاتب یا مؤلف مادہ تاریخ را برابر با ۱۱۸۲ هجری دانسته، در حالی کہ این برابر است با ۱۲۱۴.
۲. کاتب یا مؤلف این را نیز برابر با مجموعہ اعداد ۱۱۸۲ حساب کردہ، اما مجموعہ اعداد این مادہ ۵۸۳ می شود.
۳. بدل آن در حاشیہ: خواسته
۴. در اصل: خزائنہ جیلانی
- ۵ تا ۱۰. در اصل: نانوشته و نقطہ گذاری شدہ.
۱۱. ترقیمہ: تمّت بالخیر، ننگ اسلاف، اختر عفی عنہ الہ آبادی، ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۲ء

Abstract

This is a biographical dictionary of an Abbasi Qureshi family, settled in a small town Baqirpur Sewrai. Its members lived in various cities and town of South Punjab and carried on their family traditions of teaching, writing and scholarship till the nineteenth century. Maulvi Sher Muhammad Qureshi Baqirpuri had compiled a biographical dictionary of this family in 1803. Its manuscript is possessed by Mian Masud Ahmed Jhandeer and is available in his library situated in Sardarpur Jhandeer, Melsi, District Vehari.